بسم اللہ الرحمن الرحیم

بریلویت

تاریخ وعقائد

مؤلف: امام العصر علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ

ترجمہ: عطاء اللہ ثاقب رحمہ اللہ

ادارہ ترجمان السنہ

رحمان مارکیٹ غزنی اسٹریٹ اردو بازار لاہور

مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ مترجم

شہیدِ اسلام علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ کی یہ تصنیف بھی باقی تصانیف کی طرح قوت استدلال اور اسلامی حمیت و غیرت کا آئینہ دار ہے۔ تعلیم کے ساتھ ساتھ بریلوی تعلیمات کی نشر و اشاعت اور مقبولیت میں اگرچہ بہت کمی آئی ہے مگر اس کا ایک نقصان یہ ہوا کہ جدید طبقہ مذہب سے دور ہوتا چلا گیا۔ جدید طبقے نے جب اسلام کے نام پر خرافات اور بدعات کا ارتکاب کرتے ہوئے دیکھا تو اس نے تحقیق کی بجائے یہ گمان کر لیا کہ شاید مذہب اسلام اسی کا نام ہے۔ چنانچہ بریلوی افکار نے نئی نسل کو اسلام سے دور کر کے الحاد و لادینیت کی آغوش میں پھینک دیا۔

ان حالات میں کسی ایسی کتاب کی اشد ضرورت تھی جو نئی نسل اور جدید تعلیم یافتہ طبقے کو یہ بتلاتی کہ وہ شرکیہ امور اور خرافات و بدعات' جنہیں وہ اپنے گرد دیکھ رہے ہیں' ان کا ارتکاب اگرچہ مذہب کے نام پر ہو رہا ہے مگر کتاب وسنت کی پاکیزہ تعلیمات کا ان سے کوئی تعلق نہیں۔ علامہ صاحب رحمہ اللہ کی یہ کتاب اس ضرورت کو پورا کرنے کا ایک مؤثر ذریعہ ہے۔

بہت دیر سے آپ کی تمام کتب کا اردو ترجمہ شائع کرنے کا مطالبہ ہو رہا تھا' تاکہ دوسرے ملکوں کی طرح پاکستان کے عوام بھی ان کتب سے استفادہ کر سکیں۔ بالآخر ادارہ ترجمان السنہ نے آپ کی کتب کے اردو تراجم شائع کرانے کا فیصلہ کر لیا۔ اس سلسلے میں آپ کی تصانیف "البریلویہ" کا اردو ترجمہ قارئین کے پیش خدمت ہے۔ امید ان شاء اللہ العزیز اس کتاب کا مطالعہ بہت سے احباب کے لیے راہ راست پر آنے کا ذریعہ ہوگا' اور یہ بات مصنف مرحوم کے درجات کی بلندی کا باعث ہوگی۔

بسم الله الرحمن الرحيم

تقدیم

از فضیلة الشیخ عطیه سالم

جج شرعی عدالت مدینہ منورہ ومدرس وخطیب مسجد نبوی شریف

حمد وصلاۃ کے بعد! مجھے فضیلۃ الاستاذ احسان الٰہی ظہیر (رحمہ اللہ) کی کتاب "البریلویت" پڑھنے کا موقع ملا۔ کتاب پڑھ کر مجھے اس بات پر شدید حیرت ہوئی کہ مسلمانوں میں اس قسم کا گروہ موجود ہے جو نہ صرف فروعات میں شریعت اسلامیہ اور کتاب وسنت کا مخالف ہے' بلکہ اس کے بنیادی عقائد ہی اسلام سے متصادم ہیں۔

اگر اس کتاب کے مصنف کی علمی دیانت پوری دنیا میں مسلم نہ ہوتی' تو ہمیں یقین نہ آتا کہ اس قسم کا گروہ پاکستان میں موجود ہے۔ اس کتاب کے جلیل القدر مصنف نے اس گروہ کے عقائد وافکار سے نقاب اٹھا کر یہ ثابت کیا ہے کہ کتاب وسنت کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں۔ لہٰذا اس فرقہ کو چاہئے کہ وہ ان عقائد سے توبہ کریں اور توحید ورسالت کے تصور سے آشنا ہوکر اپنی عاقبت سنوارنے کی طرف توجہ دیں۔

اس کتاب کے مطالعہ کے بعد ہمیں اندازہ ہوا ہے کہ ان عقائد کی بنیاد قرآن وحدیث کے بجائے توہم پرستی اور خیالی وتصوراتی قسم کے قصے کہانیوں پر ہے۔ مصنف جلیل الشیخ احسان الٰہی ظہیر (رحمہ اللہ) نے اس گروہ کے پیروکاروں کو ہدایت وراہنمائی اور سیدھے راستے کی طرف دعوت دے کر حقیقی معنوں میں اس گروہ پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس قابل قدر کوشش کو قبول فرمائے آمین!

جہاں تک مصنف (رحمہ اللہ) کے اسلوب تحریر کا تعلق ہے' تو وہ محتاج بیان نہیں۔ان کی تصنیفات کا مطالعہ کرنے والا ہر قاری ان کے ادبی ذوق اور قوت دلیل سے اچھی طرح آ گاہ ہے۔

اس کتاب کے مصنف کی اس موضوع پر خدمات و مساعی قابل تحسین ہیں۔جس طرح سے علمی' تحقیقی اور پرزور انداز کے ساتھ انہوں نے اس موضوع پر قلم اٹھایا ہے' اس کی بنا پر تصنیفات تعلیمی درسگاہوں اور تحقیقی مراکز میں حوالے اور سند کی حیثیت اختیار کر چکی ہیں۔

مصنف (مرحوم) کی بہت بڑی خوبی یہ ہے کہ انہیں اپنی مادری زبان کے علاوہ دوسری بہت سی زبانوں پر بھی دسترس حاصل ہے۔جس کی وجہ سے انہوں نے قادیانی' بابی' اسماعیلی' شیعہ' بہائی اور بریلوی فرقوں پر جو مواد پیش کیا ہے' وہ نہایت مستحسن اور اسلامی علمی و تحقیقی مکتوبات میں قابل قدر اضافہ ہے۔

اس کتاب کے مطالعہ کے بعد چند امور کی توضیح ضروری ہے:

اس فرقے کے مؤسس کے حالات زندگی سے واضح ہوتا ہے کہ ان کی یہ تحریک علمی ہے' نہ فکری اور نہ ہی ادبی۔ان کی ساری سرگرمیوں سے صرف انگریزی استعمار کو فائدہ پہنچا۔اس تحریک کے علاوہ دوسری تحریک جو انگریز کے مفاد میں تھی؛ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریک تھی۔

جناب احمد رضا بریلوی کا وہابیوں کی مخالفت کرنا' ان پر کفر کے فتوے لگانا' جہاد کو حرام قرار دینا' تحریک خلافت اور تحریک ترکِ موالات کی مخالفت کرنا' انگریز کے خلاف جدوجہد میں مصروف مسلم راہنماؤں کی تکفیر کرنا' اور اس قسم کی دوسری سرگرمیاں انگریزی استعمار کی خدمت اور اس کے ہاتھ مضبوط کرنے کے لئے تھیں۔

اس ضمن میں یہ بات بھی اہم اور قابل توجہ ہے کہ جناب احمد رضا صاحب کا استاد مرزا غلام قادر بیگ مرزا غلام احمد قادیانی کا بھائی تھا۔انگریز کی طرف سے اس قسم کی تحریکوں کے ساتھ تعاون کرنا بھی بعید از عقل نہیں۔اس لیے یہ کہنا کہ اس تحریک کے پیچھے استعمار کا خفیہ ہاتھ تھا' غیر منطقی بات نہیں ہے۔اور اگر

اس قسم کی تحریکوں کے بانیوں کو انگریزی حکومت کے زوال کا پہلے سے علم ہوتا تو وہ یقیناً اپنے موقف کو تبدیل کر لیتے۔لیکن ان کا خیال اس کے برعکس تھا!

اس فرقے کے پیروکار ایک طرف تو اس قدر افراط سے کام لیتے ہیں کہ ان کا اولیائے کرام اور نیک لوگوں کے متعلق یہ عقیدہ ہے کہ وہ خدائی اختیارات کے مالک اور نفع ونقصان پر قدرت رکھنے والے ہیں' نیز دنیا وآخرت کے تمام خزانے انہی کے ہاتھ میں ہیں۔اور دوسری طرف تفریط کا شکار ہوتے ہوئے یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ جو شخص اپنی زندگی میں نماز روزے کا تارک رہا ہو'اس کے مرنے کے بعد اس کے اعزاء واقارب اس کی نمازوں' روزوں کا فدیہ دے کر اور "حیلہ اسقاط" پر عمل کر کے گناہ معاف کروا کے اسے جنت میں داخل کروا سکتے ہیں۔

اس قسم کے عقائد کا دور جاہلیت میں بھی وجود نہ تھا۔ بریلوی حضرات نے اپنے سوا تمام پر کفار و مرتدین ہونے کا فتویٰ لگایا ہے۔حتیٰ کہ انہوں نے اپنے فقہی بھائی دیوبندیوں کو بھی معاف نہیں کیا۔اور ان کے نزدیک ہر وہ شخص کافر و مرتد ہے' جو ان کے امام و بانی کے نظریات سے متفق نہ ہو۔مصنف رحمہ اللہ نے اس کتاب کے ایک مستقل باب میں اس کی وضاحت فرمائی ہے۔

جناب احمد رضا صاحب نے امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور امام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ پر کفر کے فتوے لگائے ہیں۔ان کا جرم یہ تھا کہ وہ لوگوں کو کتاب وسنت کی دعوت اتباع' نیز بدعات وخرافات سے اجتناب کی دعوت دیتے تھے' غیر اللہ کی عبادت ایسے شرکیہ عقائد سے بچنے کی تلقین فرماتے تھے اور پوری امت کو "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کے پرچم تلے متحد کرنا چاہتے تھے۔

اس دور میں بھی اتحاد واتفاق کی صرف یہی صورت ہے کہ ہم ان تمام عقائد ونظریات کو ترک کر دیں جو قرآن وحدیث کے مخالف ہوں نیز جو عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلافت راشدہ کے دور کے بعد کی ایجاد ہوں اور اسلامی قواعد وضوابط سے متصادم ہوں۔اس میں کوئی شک نہیں کہ غیر اللہ سے مدد مانگنا' نیک بندوں کو قادر مطلق سمجھنا یا انہیں اللہ تعالیٰ کے اختیارات میں شریک کرنا' قبروں پر جا کر اپنی

حاجات طلب کرنا اوراس قسم کے باطل عقائد اسلام کے تصورتوحید کے مخالف ہیں۔ہمیں چاہئے کہ ان سے اجتناب کریں اورصرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو ہی تمام اختیارات کا مالک سمجھیں۔

دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں کتاب وسنت پرغورکرنے اورسلف صالحین کے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

عطیہ محمد سالم

قاضی شرعی عدالت مدینہ منورہ ومدرس مسجد نبوی شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

الحمدللہ الّذی لاالٰہ الّا ھو وحدہ والصّلاۃ والسلام علی نبیہ محمّد خاتم الانبیاء لانبی بعدہ وعلٰی آلہ و اصحابہ ومن تبع مسلکھم واقتدی بھدیھم الی یوم الدّین و بعد!

دوسرے بہت سے غیر اسلامی فرقوں پر کتب تصنیف کرنے کے بعد میں برصغیر پاک وہند میں کثیر تعداد میں پائے جانے والے گروہ "بریلویت" پر اپنی یہ تصنیف قارئین کے مطالعہ کے لیے پیش کررہا ہوں۔

اس گروہ کے عقائد بعض دوسرے اسلامی ملکوں میں تصوف کے نام پر رائج ہیں۔ غیر اللہ سے فریاد رسی اور ان کے نام کی منتیں ماننا جیسے عقائد سابقہ دور میں بھی رائج ومنتشر رہے ہیں۔ بریلوی حضرات نے ان تمام مشرکانہ عقائد اور غیر اسلامی رسوم وروایات کو منظّم شکل دے کر ایک گروہ کی صورت اختیار کرلی ہے۔

اسلامی تاریخ کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ یہ تمام عقائد اور رسمیں ہندو ثقافت اور دوسرے ادیان کے ذریعہ سے مسلمانوں میں داخل ہوئیں اور انگریزی استعمار کی وساطت سے پروان چڑھی ہیں۔

اسلام جدوجہد کا درس دیتا ہے مگر بریلوی افکار وتعلیمات نے اسلام کو رسم ورواج کا مجموعہ بنادیا ہے۔ نماز روزے کی طرف دعوت کی بجائے ان کے مذہب میں عرس وقوالی' پیر پرستی اور نذر ونیاز دے کر گناہوں کی بخشش وغیرہ ایسے عقائد کو زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ میں بریلویت کے موضوع پر قلم نہیں

اٹھانا چاہتا تھا۔ کیونکہ میں سمجھتا تھا' بریلویت چونکہ جہالت کی پیداوار ہے' اس لیے جوں جوں جہالت کا دور ختم ہوتا چلا جائے گا توں توں بریلویت کے افکار بھی ختم ہو جائیں گے۔ مگر جب میں نے دیکھا کہ بریلوی حضرات بدعات اور شرکیہ امور کی نشر و اشاعت میں متحد ہو کر جدو جہد میں مصروف ہیں اور اس سلسلے میں انہوں نے حال ہی میں "حجاز کانفرنس" کے نام سے بہت سے اجتماعات بھی منعقد کرنا شروع کر دیئے ہیں؛ جن میں وہ کتاب و سنت کے متبعین کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنا رہے ہیں اور انہیں " گستاخان رسالت" اور دوسرے القاب سے نواز رہے ہیں' تو مختلف غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لیے اور جدید طبقے کو یہ باور کرانے کے لیے کہ اسلام تو ہم پرستی اور دوسرے جاہلانہ افکار سے بری ہے' اور کتاب وسنت کی تعلیمات عقل وفطرت کے عین مطابق ہیں۔ عوام کو اس حقیقت سے آگاہ کرنے کے لیے میں نے ضروری سمجھا کہ ایک ایسی کتاب تصنیف کی جائے جو "بریلویت" اور "اسلامی تعلیمات" کے درمیان فرق کو واضح کرے۔ تاکہ شریعت اسلامیہ کو ان عقائد سے پاک کیا جا سکے جو اسلام کے نام پر اس میں داخل ہو گئے ہیں۔ حالانکہ شریعت اسلامیہ کا ان سے کوئی تعلق نہیں!

بریلوی حضرات نے ہر اس شخص کو کافر قرار دیا ہے' جو ان کے افسانوی قصے کہانیوں پر یقین نہیں رکھتا اور ان کی بدعات کو اسلام کا حصہ نہیں سمجھتا۔

ہمارے ملک کے عوام حقیقت سے بے خبر ہونے کی وجہ سے ان لوگوں کو " گستاخ" سمجھتے رہے' جو حقیقی معنوں میں اسلامی عقائد کے حامل اور عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ اسلام پر ہی ایمان رکھتے تھے۔ اور یہ بات حق کی نشر و اشاعت کے راستے میں حائل رکاوٹوں میں سے ایک رکاوٹ تھی۔ میں نے جب بریلوی حضرات کی کتب کا مطالعہ کیا تو میں نے دیکھا کہ ان کی کتب وتصانیف میں ہماری معلومات سے کہیں بڑھ کر غیر اسلامی عقائد موجود ہیں۔ شرک و بدعت کی ایسی ایسی اقسام ان کی کتابوں میں موجود ہیں" جن سے دور جاہلیت کے مشرکین بھی نا آشنا تھے۔

بہر حال مجھے امید ہے کہ یہ کتاب انشاء اللہ العزیز شرک و بدعت کے خاتمے اور توحید وسنت کی نشر

واشاعت میں اہم کردار ادا کرے گی۔

جو لوگ اتحاد واتفاق کی دعوت دیتے ہیں' انہیں یہ نکتہ سمجھ لینا چاہیئے کہ اس وقت تک امت مسلمہ کے مابین اتحاد نہیں ہوسکتا' جب تک عقائد ونظریات ایک نہ ہوں۔ عقیدہ ایک ہوئے بغیر اتحاد واتفاق کی امید رکھنا عبث ہے۔ چنانچہ ہمیں امت کے سامنے صحیح اسلامی عقیدہ پیش کرنا چاہیئے۔ تاکہ جو لوگ اسے قبول کرتے چلے جائیں' وہ امت واحدہ کی شکل اختیار کرلیں اور اگر ہم معمولی سی بھی مخلصانہ جدوجہد کرلیں تو یہ سمجھنا قطعاً مشکل نہیں کہ کون سا عقیدہ قرآن وسنت کے مطابق ہے؟

آخر میں میں اس سلسلے میں ان تمام حضرات کا شکر گزار ہوں جنہوں نے اس کتاب کے سلسلے میں مجھ سے تعاون فرمایا۔

مجھے بڑی خوشی ہے کہ میں مقدمے کی یہ سطور آدھی رات کے وقت مسجد نبوی شریف میں بیٹھ کر تحریر کررہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ وہ اس کوشش کو قبول فرمائے اور ہمیں حق بات کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

احسان الٰہی ظہیر

مدینہ 23 / مارچ 1983ء

12 / جمادی الاخریٰ 1403ھ

اور خط وکتابت میں اسی نام کا استعمال کثرت سے کرتے رہے۔ جناب احمد رضا کا رنگ نہایت سیاہ تھا۔ ان کے مخالفین انہیں اکثر چہرے کی سیاہی کا طعنہ دیا کرتے تھے۔ ان کے خلاف لکھی جانے والی ایک کتاب کا نام ہی "الطّین اللاّزب علی الاسود الکاذب "یعنی" کالے جھوٹے کے چہرے پر چپک جانے والی مٹی" رکھا گیا[8]۔

(اس کتاب کے مصنف مولانا مرتضٰی حسن دیوبندی مرحوم ہیں۔ بریلوی حضرات مصنف رحمہ اللہ کے اس پیرائے پر بہت جز بز ہوئے ہیں' حالانکہ یہ ایسی بات نہیں ہے کہ اس پر چیں بہ جبیں ہوا جائے۔ مصنف یہاں جناب احمد رضا کا حلیہ بیان کرر ہے ہیں' اور ظاہر ہے کہ حلیہ بیان کرتے وقت کالی رنگت کا ذکر آجانا معیوب شئے نہیں ہے۔ اور ندامت اور شرمندگی کا اظہار تو کسی عیب پر کیا جاتا ہے۔ اس کے جواب میں ندامت سے بچنے کے لئے مختلف حیلے بہانوں اور خود ساختہ عبارتوں سے کسی کتاب میں تردیدی دلائل کا ذکر کر کے کالے کو گورا کرنے کی سعی لا حاصل بہر حال بے معنی ہے۔ علامہ مرحوم نے حرمین شریفین کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے اس بات کا ذکر جس انداز سے کیا ہے' اس کا خلاصہ یہ ہے:

1: بعض لوگوں کو اعتراض ہے کہ ہم نے جناب احمد رضا صاحب کی رنگت کا ذکر کیوں کیا ہے' حالانکہ یہ قابل اعتراض بات نہیں۔

2: اس کے جواب میں بعض حضرات نے سیاہ کو سفید ثابت کرنے کے لئے اپنی کتاب کے صفحات کو بھی بلا وجہ سیاہ کر دیا ہے۔

3: جواب میں کہا گیا کہ اعلیٰ حضرت کا رنگ تو سیاہ نہیں تھا' البتہ گہرا گندمی تھا اور رنگ کی آب وتاب بھی ختم ہو چکی تھی۔ ہم کہتے ہیں کہ " گہرا گندمی" رنگ کی کون سی قسم ہے۔ کیا ضرورت ہے ان تاویلات میں پڑنے کی؟ سیدھا اعتراف کیوں نہیں کر لیا جاتا کہ ان کا رنگ سیاہ تھا۔

4: اس جواب میں جن لوگوں کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے کہ اعلیٰ حضرت کا رنگ سیاہ نہیں بلکہ

ہے۔

"یطلب موسی الکلیم رضا ربّه بالصّلاۃ علیه "میں موسٰی الکلیم سے مراد کون ہیں؟ اگر مراد موسیٰ کاظم ہیں تو کلیم سے کیا معنی؟ اور اگر مراد نبی و رسول حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں" تو کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام (معاذ اللہ) امام جعفر صادق پر درود بھیج کر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنا چاہتے ہیں؟

بہر حال یہ عبارت مجموعہ رکاکت بھی ہے اور مجموعہ خرافات بھی!

حاصل کلام یہ ہے کہ رضا بریلوی صاحب نے اس نص میں شیعہ کے اماموں کو ایک خاص ترتیب سے ذکر کر کے مسلمانوں کو رفض و تشیع سے قریب لانے کی سعی کی ہے۔

جناب بریلوی صاحب نے برصغیر کے اہل سنت اکابرین کی تکفیر کی اور فتوی دیا کہ ان کی مساجد کا حکم عام گھروں جیسا ہے انہیں خدا کا گھر تصور نہ کیا جائے۔

اسی طرح انہوں نے اہل سنت کے ساتھ مجالست و مناکحت کو حرام قرار دیا۔ اور جہاں تک شیعہ کا تعلق ہے تو وہ ان کے اماموں کے باڑوں کے ابجدی ترتیب سے نام تجویز کرتے رہے۔[59]

احمد رضا صاحب پر رفض و تشیع کا الزام اس لیے بھی لگایا جاتا ہے کہ انہوں نے شیعہ کے اماموں کی شان میں شیعوں کے انداز میں مبالغہ آمیز قصائد بھی لکھے۔[60]

فصاحت عربی سے ناواقفی

جناب احمد رضا کی یہ عبارت بے معنیٰ ترکیبوں اور عجمیت زدہ جملوں کا مجموعہ ہے' مگر عبدالحکیم قادری صاحب کو اصرار ہے کہ اس میں کوئی غلطی نہیں دلیل سے خالی اصرار کا تو کوئی جواب نہیں' اگر انہیں اصرار ہے تو سو بار رہے' ہمیں اس پر کوئی انکار نہیں۔ ان کے اصرار سے یہ شکستہ عبارت درست تو نہیں ہو جائے گی! مگر ہمیں حیرت اس بات پر ہے کہ ایک صاحب نے مصنف رحمہ اللہ علیہ کی عربی کتاب میں سے بزعم خویش چند غلطیاں نکال کر اپنی جہالت کا ثبوت جس طرح دیا ہے' وہ اپنی مثال آپ ہے۔

ذریعہ معاش

جناب احمد رضا صاحب کے ذریعہ معاش کے متعلق مختلف روایات آئیں ہیں۔بعض اوقات کہا جاتا ہے کہ وہ زمیندار خان سے تعلق رکھتے تھے اور گھر کے اخراجات کے لئے انہیں سالانہ رقم مل جاتی تھی جس سے وہ گزر بسر کرتے۔ [61]

بعض اوقات سالانہ ملنے والی رقم کافی نہ ہوتی اور وہ دوسروں سے قرض لینے پر مجبور ہو جاتے' کیونکہ ان کے پاس ڈاک کے ٹکٹ خریدنے کے لیے بھی رقم موجود نہ ہوتی۔ [62]

کبھی کہا جاتا کہ انہیں دست غیب سے بکثرت مال و دولت ملتا تھا۔ظفر الدین بہاری راوی ہیں کہ جناب بریلوی کے پاس ایک مقفل کنجی صندوقچی تھی' جسے وہ بوقت ضرورت ہی کھولتے تھے۔اور جب اسے کھولتے تو مکمل طور پر نہیں کھولتے تھے اس میں ہاتھ ڈالتے اور مال' زیور اور کپڑے جو چاہتے نکال لیتے تھے۔ [63]

جناب بریلوی کے صاحبزادے بیان کرتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت اپنے احباب اور دوسرے لوگوں میں بکثرت زیورات اور دوسری چیزیں تقسیم کرتے تھے اور یہ سارا کچھ وہ اس چھوٹی سی صندوقچی سے نکالتے۔ہمیں حیرت ہوتی کہ نا معلوم اتنی اشیاء اس میں کہاں سے آتی ہیں۔ [64]

ان کے مخالفین یہ تہمت لگاتے ہیں کہ "دستِ غیب" کا صندوقچی وغیرہ سے کوئی تعلق نہ تھا۔ یہ انگریزی استعمار کا ہاتھ تھا' جو انہیں اپنے اغراض و مقاصد کے لیے استعمال کرنے اور مسلمانوں کے درمیان تفرقہ ڈالنے کے لیے امداد دیتا تھا۔ [65]

میری رائے یہ ہے کہ ان کی آمدن کا بڑا ذریعہ لوگوں کی طرف سے ملنے والے تحائف اور امامت کی تنخواہ تھی۔جس طرح ہمارے ہاں عام رواج ہے کہ دیہاتوں میں اپنے علماء کی خدمت صدقات و خیرات سے کی جاتی ہے' اور عموماً یہی ان کا ذریعہ معاش ہوتا ہے۔

ان کے ایک پیروکار بیان کرتے ہیں کہ:

"ایک روز ان کے پاس خرچ کے لیے ایک دمڑی نہ تھی۔ آپ ساری رات بے چین رہے۔ صبح ہوئی تو کسی تاجر کا ادھر سے گزر ہوا تو اس نے 51 روپے بطور نذرانہ آپ کی خدمت میں پیش کیے۔[67]

ایک مرتبہ ڈاک کا ٹکٹ خریدنے کے لیے ان کے پاس کچھ رقم نہیں تھی تو ایک مرید نے انہیں دوسو روپے کی رقم ارسال کی۔[68]

باقی جہاں تک زمینداری اور صندوقچی وغیرہ کا تعلق ہے' تو اس میں کوئی حقیقت نہیں۔ یہ کہیں سے ثابت نہیں ہوتا کہ ان کا خاندان زراعت وغیرہ سے متعلق تھا۔ باقی کرامتوں کے نام پہ صندوقچی وغیرہ کے افسانے بھی مریدوں کی نظر میں تقدیس واحترام کا مقام دینے کے لیے وضع کیے گئے ہیں' یہ سب بے سروپا باتیں ہیں۔

عادات اور طرز گفتگو

بریلوی اعلیٰ حضرت پان کثرت سے استعمال کرتے تھے' حتٰی کہ رمضان المبارک میں وہ افطار کے بعد صرف پان پر اکتفا کرتے۔[69]

اسی طرح حقہ بھی پیتے تھے۔[70] دوسری کھانے پینے کی اشیاء پر حقہ کو ترجیح دیتے۔ ہمارے ہاں دیہاتیوں اور بازاری قسم کے لوگوں کی طرح آنے جانے والے مہمان کی تواضع بھی حقے سے کرتے۔[71]

مزے کی بات ہے کہ بریلوی اعلیٰ حضرت سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا:

"میں حقہ پیتے وقت بسم اللہ نہیں پڑھتا' تاکہ شیطان بھی میرے ساتھ شریک ہو جائے۔[72]

لوگوں کے پاؤں چومنے کی عادت بھی تھی۔ ان کے ایک معتقد راوی ہیں کہ:

" آپ حضرت اشرفی میاں کے پاؤں کو بوسہ دیا کرتے تھے۔[73]

جب کوئی صاحب حج کر کے واپس آجاتے تو ایک روایت کے مطابق فوراً اس کے پاؤں چوم لیتے![74]

اسلوب بیان

اپنے سے معمولی سا اختلاف رکھنے والوں کے خلاف سخت زبان استعمال کیا کرتے۔اس سلسلے میں کسی قسم کی رو رعایت کے قائل نہ تھے۔ بڑے فحش اور غلیظ لفظ بولتے۔ مخالف کو کتا' خنزیر' کافر' سرکش' فاجر' مرتد اور اس طرح کے دوسرے سخت اور غلیظ کلمات کی بریلوی حضرات کے اعلیٰ حضرت کے نزدیک کوئی قدر و قیمت نہ تھی۔ وہ بے مہا و بے دریغ یہ کلمات ادا کر جاتے۔ان کی کوئی کتاب اس انداز گفتگو اور "اخلاقیات" سے بھری ہوئی طرز تحریر سے خالی نہیں ہے۔

ان کی "شرینیٔ لب" کا ذکر گزشتہ صفحات میں حاشیہ کے اندر گزر چکا ہے۔ یہاں ہم نمونے کے طور پر ان کی مختلف عبارتوں میں سے ایک قطعہ نقل کرتے ہیں' جس سے ان کے اسلوب بیان کی تصویر قارئین کے سامنے آجائے گی۔

وہ دیوبندیوں کے خدا کی تصویر کھینچتے ہوئے لکھتے ہیں:

"تمہارا خدا رنڈیوں کی طرح زنا بھی کرائے' ورنہ دیوبند کی چکلے والیاں اس پر ہنسیں گی کہ نکھٹو تو ہمارے برابر بھی نہ ہوسکا![75]

"پھر ضروری ہے کہ تمہارے خدا کی زن بھی ہو۔اور ضروری ہے کہ خدا کا آلہ تناسل بھی ہو۔یوں خدا کے مقابلے میں ایک خدائن بھی ماننی پڑے گی۔[76] نستغفر اللہ!

اندازہ لگائیں' اس طرح کا انداز تحریر کسی عالم دین کو زیب دیتا ہے؟ اور اس پر طرہ یہ کہ تجدید دین کا دعویٰ!

مجدد دین کے لیے اس قسم کی گفتگو کا اختیار کرنا کس حدیث سے ثابت ہے؟

انہیں عالم دین کہنے پر اصرار ہو تو ضرور کہئے' مگر مجدد کہتے ہوئے تھوڑی سی جھجک ضرور محسوس کر لیا کریں۔

اس ضمن میں ایک واقعہ ہے کہ یہ بریلوی صاحب ایک مرتبہ کسی کے ہاں تعلیم کی غرض سے گئے۔ مدرس نے پوچھا کہ آپ کا شغل کیا ہے؟

کہنے لگے "وہابیوں کی گمراہی اور ان کے کفر کا پول کھولتا ہوں"۔ مدرس کہنے لگے "یہ انداز درست نہیں۔" تو جناب بریلوی صاحب وہاں سے واپس لوٹ آئے [77] اور ان سے پڑھنے سے انکار کر دیا۔ کیونکہ انہوں نے احمد رضا صاحب کو موحدین کی تکفیر و تفسیق سے روکا تھا۔

جہاں تک ان کی لغت کا تعلق ہے' تو وہ نہایت پیچیدہ قسم کی عبارتوں کا سہارا لیتے ہیں۔ بے معنی الفاظ و تراکیب استعمال کر کے یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ انہیں علوم و معارف میں بہت گہری دسترس حاصل ہے۔ کیونکہ ہمارے ہاں اس عالم دین کو' جو اپنا مافی الضمیر کھول کر بیان نہ کر سکے اور جس کی بات سمجھ میں نہ آئے' اسے بڑے پائے کا عالم دین تصور کیا جاتا ہے۔

ان کے ایک معتقد لکھتے ہیں کہ:

"اعلیٰ حضرت کی بات کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ انسان علم کا سمندر ہو! [78]

ان کی زبان میں فصاحت و روانی نہیں تھی۔ اس بنا پر تقریر سے گریز کرتے تھے' صرف خود ساختہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا اپنے پیر آل رسول شاہ کے عرس کے موقعہ پر چند کلمات کہہ دیتے! [79]

حوالہ جات

61 انوار رضا ص ۳۶۰

62 حیات اعلیٰ حضرت ص ۵۸

جہاد کی مخالفت اور استعمار کی حمایت

جناب بریلوی کا دور استعمار کا دور تھا۔ مسلمان آزمائش میں مبتلا تھے' ان کا عہد اقتدار ختم ہو چکا تھا۔ انگریز مسلمانوں کو ختم کر دینا چاہتے تھے علماء کو تختہ دار پر لٹکایا جا رہا تھا' مسلمان عوام ظلم وتشدد کا نشانہ بن رہے تھے اور ان کی جائیدادیں ضبط کی جا رہی تھیں' انہیں کالا پانی اور دوسرے عقوبت خانوں میں مختلف سزائیں دی جا رہی تھیں۔، ان کی شان وشوکت اور رعب ودبدبہ ختم ہو چکا تھا۔ انگریز مسلمان امت کے وجود کو برصغیر کی سرزمین سے مٹا دینا چاہتے تھے،۔ اس دور میں اگر کوئی گروہ ان کے خلاف صدا بلند کر رہا تھا اور پوری ہمت وشجاعت کے ساتھ جذبہ جہاد سے سرشار ان کا مقابلہ کر رہا تھا' تو وہ وہابیوں کا گروہ تھا۔[103]

(وہابی کا لفظ سب سے پہلے اہل حدیث حضرات کے لئے انگریز نے استعمال کیا' تا کہ وہ انہیں بدنام کر سکیں۔ وہابی کا لفظ باغی کے معنوں میں ہوتا تھا۔ بلاشبہ وہابی انگریز کے باغی تھے)

انہوں نے علم جہاد بلند کیا' اپنی جائیدادیں ضبط کروائیں' کالا پانی کی سزائیں برداشت کیں' دارورسن کی عقوبتوں سے دوچار ہوئے اور اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا' مگر انگریزی استعمار کو تسلیم کرنے پر راضی نہ ہوئے۔ اس دور کے وہابی چاہتے تھے کہ برصغیر میں مسلمان سیاسی واقتصادی طور پر مضبوط ہو جائیں۔

اس وقت ضرورت تھی اتفاق واتحاد کی' مل جل کر جدوجہد کرنے کی' ایک پرچم تلے متحد ہو کر انگریزی استعمار کو ختم کرنے کی۔ مگر استعمار یہ نہ چاہتا تھا۔ وہ انہیں ایک دوسرے کے خلاف محاذ آرا کرنا چاہتا تھا۔ وہ مسلمانوں کو باہم دست وگریبان دیکھنا چاہتا تھا۔ اس کے لیے اسے چند افراد درکار تھے' جو اس کے ایجنٹ بن کر مسلمانوں کے درمیان تفرقہ ڈالیں' انہیں ایک دوسرے کے خلاف صف آراء کر دیں اور ان کے اتحاد کو پارہ پارہ کر کے ان کی قوت وشوکت کو کمزور کر دیں۔ اس مقصد کے لئے انگریز

نے مختلف اشخاص کو منتخب کیا' جن میں مرزا غلام احمد قادیانی [104] اور جناب بریلوی کے مخالفین کے مطابق احمد رضا خان بریلوی صاحب سرفہرست تھے۔ [105]

مرزا غلام احمد قادیانی کی سرگرمیاں تو کسی سے مخفی نہیں' مگر جہاں تک احمد رضا صاحب کا تعلق ہے' ان کا معاملہ ذرا محتاج وضاحت ہے۔ جناب احمد رضا بریلوی صاحب نے استعمار کے مخالفین وہابی حضرات کو سب وشتم اور طعن وتشنیع کا نشانہ بنایا۔ ان وہابیوں کو' جو انگریز کے خلاف محاذ آراء تھے اور ان کے خلاف جہاد میں مصروف تھے' انگریز کی طرف سے ان کی بستیوں پر بلڈوزر چلائے گئے۔ [106] صرف بنگال میں ایک لاکھ وہابی علماء کو پھانسی کی سزا دی گئی۔ [107]

انگریز مصنف ہنٹر نے اعتراف حقیقت کرتے ہوئے اپنی کتاب Muslims Indian میں کہا ہے:

" ہمیں اپنے اقتدار کے سلسلے میں مسلمان قوم کے کسی گروہ سے خطرہ نہیں۔ اگر خطرہ ہے تو صرف مسلمانوں کے ایک اقلیتی گروہ وہابیوں سے ہے۔ کیونکہ صرف وہی ہمارے خلاف جدوجہد میں مصروف ہیں! [108]

جنگ آزادی 1857ء کے بعد وہابیوں کے تمام اکابرین کو پھانسی کی سزا دی گئی۔ [109]

1863ء کا عرصہ ان کے لیے نہایت دشوار تھا۔ اس عرصے میں انگریز کی طرف سے ان پر جو مظالم ڈھائے گئے' ہندوستان کی تاریخ اس کی گواہ ہے۔

وہابی علماء میں سے جن کو قید وبند کی صعوبتوں سے دوچار ہونا پڑا' ان میں مولانا جعفر تھانیسری' مولانا عبدالرحیم' مولانا عبدالغفار' مولانا یحیی علی صادق پوری' مولانا احمد اللہ اور شیخ الکل مولانا نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ علیہم سرفہرست ہیں۔

وہابی مجاہدین کی جائیدادیں ضبط کرنے کا حکم جاری کردیا گیا۔ [110]

وہابیوں کے مکانوں کو مسمار کردیا گیا اور ان کے خاندانوں کی قبروں تک کو اکھیڑ دیا گیا۔ [111] ان کی

بلڈنگوں پر بلڈوزر چلا دیے گئے۔[112] وہابی علماء کو گرفتار کر کے انہیں مختلف سزائیں دی گئیں۔ اس ضمن میں شیخ الکل سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ علیہ کی گرفتاری کا واقعہ بہت مشہور ہے۔[113]

ان وہابیوں کے خلاف زبان استعمال کرنے کے لیے اور "فرق تسد" یعنی "لڑاؤ اور حکومت کرو" کی مشہور انگریزی پالیسی کو کامیاب کرنے کے لیے استعمار نے جناب احمد رضا صاحب کو استعمال کیا' تاکہ وہ مسلمانوں میں افتراق وانتشار کا بیج بو کر ان کے اتحاد کو ہمیشہ کے لیے پارہ پارہ کر دیں۔

اور عین اس وقت جب کہ انگریز کے مخالفین ان کی حکومت سے نبرد آزما تھے اور جہاد میں مصروف تھے' جناب احمد رضا نے ان جملہ مسلم راہنمایان کا نام لے کر ان کی تکفیر کی' جنہوں نے آزادی کی تحریک کے کسی شعبے میں بھی حصہ لیا۔[114]

وہ جماعتیں جنہوں نے تحریک آزادئ ہند میں حصہ لیا' ان میں وہابی تحریک کے علاوہ جمیعت علمائے ہند' مجلس احرار' تحریک خلافت' مسلم لیگ' نیلی پوش مسلمانوں میں سے اور آزاد ہند فوج خاص ہندوؤں میں سے اور گاندھی کی کانگرس قابل ذکر ہیں۔

جناب بریلوی آزادئ ہند کی ان تمام تحریکوں سے نہ صرف لاتعلق رہے' بلکہ ان تمام جماعتوں اور ان کے اکابرین کی تکفیر وتفسیق کی۔ ان کے خلاف سب وشتم میں مصروف رہے اور ان میں شمولیت کو حرام قرار دیا۔

جناب احمد رضا تحریک خلافت کے دوران ہی وفات پا گئے' ان کے بعد ان کے جانشیوں نے ان کے مشن کو جاری رکھا اور وہابیوں کے علاوہ مسلم لیگ کی شدید مخالفت کی اور لیگی زعماء کے کافر ومرتد ہونے کے فتوی جاری کیے اور اس طرح انہوں نے بالواسطہ طور پر انگریزی استعمار کے ہاتھ مضبوط کیے۔ جناب احمد رضا کی سرپرستی میں بریلوی زعماء نے مسلمانوں کو ان تحریکوں سے دور رہنے کی تلقین کی اور جہاد کی سخت مخالفت کی۔ چونکہ شرعاً جہاد آزادی کا دارومدار ہندوستان کے دارالحرب ہونے پر تھا اور اکابرین ملت اسلامیہ ہندوستان کو دارالحرب قرار دے چکے تھے' احمد رضا خاں صاحب نے اس بنا پر

جہاد کو منہدم کرنے کے لیے یہ فتوی دیا کہ ہندوستان دارالاسلام ہے۔ اور اس کے لیے بیس صفحات پر مشتمل ایک رسالہ [اعلام بان هندوستان دار الاسلام] یعنی "اکابرین کو ہندوستان کے دارالاسلام ہونے سے آگاہ کرنا" تحریر کیا۔

جناب احمد رضا خاں صاحب نے اس رسالے کے شروع میں جس چیز پر زور دیا' وہ یہ تھا کہ وہابی کافر مرتد ہیں۔ انہیں جزیہ لے کر بھی معاف کرنا جائز نہیں۔ اسی طرح نہ انہیں پناہ دینا جائز' نہ ان سے نکاح کرنا' نہ ان کا ذبیحہ جائز' نہ ان کی نماز جنازہ جائز' نہ ان سے میل جول رکھنا جائز' نہ ان سے لین دین جائز' بلکہ ان کی عورتوں کو غلام بنایا جائے اور ان کے خلاف سوشل بائیکاٹ کیا جائے۔ اور آخر میں لکھتے ہیں:

﴿ قاتلهم الله انّى يوفكون ﴾ یعنی "خدا انہیں غارت کرے وہ کہاں بھٹکے پھرتے ہیں۔[115]

یہ رسالہ جناب احمد رضا کی اصلیت کو بے نقاب کرنے کے لئے کافی ہے۔ اس سے ان کے مکروہ عزائم کھل کر سامنے آجاتے ہیں کہ وہ کس طرح مجاہدین کی مخالفت کر کے انگریز استعمار کی حمایت وتائید کر رہے تھے۔ اور مسلمانوں کو آپس میں لڑا کر دشمنان دین وملت کا دست بازو بن چکے تھے۔

جس وقت دنیا بھر کے مسلمان ترکی سلطنت کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے پر انگریزوں کے خلاف صدائے احتجاج بلند کر رہے تھے اور مولانا محمد علی جوہر رحمہ اللہ اور دوسرے اکابرین کی زیر قیادت خلافت اسلامیہ کے تحفظ وبقاء کے لیے انگریزوں سے جنگ لڑ رہے تھے' عین اس وقت جناب احمد رضا انگریزوں کے مفاد میں جانے والی سرگرمیوں میں مصروف تھے۔

بلاشبہ تحریک خلافت' انگریزوں کو ان کی بدعہدی پر سزا دینے کے لیے نہایت موثر ثابت ہو رہی تھی۔ تمام مسلمان ایک پرچم تلے جمع ہو چکے تھے۔ علماء وعوام اس تحریک کی حمایت کر رہے تھے۔ خود ایک بریلوی مصنف اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتا ہے:

1918" ء میں جنگ عظیم ختم ہوئی' جرمنی اور اس کے ساتھیوں ترکی آسٹریا وغیرہ کو شکست ہوئی'

ترکوں سے آزادئ ہند کے متعلق ایک معاہدہ طے پایا۔لیکن انگریزوں نے بدعہدی اور وعدہ خلافی کی' جس سے مسلمانوں کو سخت دھچکا لگا۔ چنانچہ وہ بپھر گئے اور ان کے خلاف ہو گئے۔ اہل سیاست اس فکر میں تھے کہ کسی ترکیب سے انگریزوں کو وعدہ خلافی کی سزا دی جائے۔ چنانچہ انہوں نے مسلمانوں کو یہ باور کرایا کہ خلافت اسلامیہ کا تحفظ فرائض و واجبات میں سے ہے۔ بس پھر کیا تھا ایک طوفان کھڑا ہو گیا۔[116]

اور حقیقتاً تحریک خلافت انگریزوں کے خلاف ایک موثر ہتھیار ثابت ہو رہی تھی۔ مسلمان انگریزوں کے خلاف متحد ہو چکے تھے۔ قریب تھا کہ یہ تحریک انگریزی سلطنت کے خاتمہ کا باعث بن جاتی۔ اس امر کی وضاحت اہل حدیث جید عالم دین امام الہند مولانا ابو الکلام آزاد رحمہ اللہ نے بھی فرمائی ہے۔[117]

مگر بریلوی مکتب فکر کے امام و مجدد نے انگریزوں کے خلاف چلنے والی اس تحریک کے اثرات و نتائج کو بھانپتے ہوئے انگریزوں سے دوستی کا ثبوت دیا اور تحریک خلافت کو نقصان پہنچانے کے لیے ایک دوسرا رسالہ "دوام العیش" کے نام سے تالیف کیا' جس میں انہوں نے واضح کیا کہ چونکہ خلافت شرعیہ کے لیے قریشی ہونا ضروری ہے' اس لیے ہندوستان کے مسلمانوں کے لیے ترکوں کی حمایت ضروری نہیں' کیونکہ وہ قریشی نہیں ہیں۔ اس بنا پر انہوں نے انگریزوں کے خلاف چلائی جانے والی اس تحریک کی بھرپور مخالفت کی اور انگریزی استعمار کی مضبوطی کا باعث بنے۔

احمد رضا خاں صاحب تحریک خلافت کے مسلم زعماء کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"ترکوں کی حمایت تو محض دھوکے کی ٹٹی ہے۔ اصل مقصود یہ ہے کہ خلافت کا نام لو۔ عوام بپھریں' خوب چندہ ملے اور گنگا و جمنا کی مقدس سرزمینیں آزاد ہوں۔"[118]

جناب احمد رضا نے تحریک ترک موالات کی بھی شدید مخالفت کی۔ کیونکہ انہیں خطرہ تھا کہ یہ تحریک انگریز کے زوال کا باعث بن سکتی ہے۔

تحریک ترک موالات کا مقصود یہ تھا کہ انگریزوں کا مکمل بائیکاٹ کیا جائے۔ انہیں ٹیکس وغیرہ کی

ادائیگی نہ کی جائے' اس کے تحت چلنے والے سرکاری محکموں میں ملازمت نہ کی جائے، غرضیکہ ان کی حکومت کو یکسر مسترد کر دیا جائے' تا کہ وہ مجبور ہو کر ہندوستان کی سرزمین سے نکل جائیں۔ اس مقصد کے لیے تمام مسلمانوں نے 1920ء میں متحد ہو کر جدوجہد شروع کر دی۔ جس سے انگریز حکومت کے خلاف ایک فتنہ کھڑا ہو گیا اور وہ متزلزل ہونے لگی۔ اس تحریک کو گاندھی کے علاوہ جناب احمد رضا نے بھی نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔ اور ایک رسالہ تحریر کر کے اس کی سختی سے ممانعت کی اور اس تحریک کے سرکردہ راہنماؤں کے خلاف کفر کے فتوے صادر کیے۔

چنانچہ وہ اس مقصد کے لیے تحریر کئے گئے رسالے (والمحجته الموتمنه فی آیة الممتحنة) میں اعتراف کرتے ہیں۔

"اس تحریک کا ہدف انگریز سے آزادی کا حصول ہے"۔ [119]

نیز اس رسالے میں جہاد کی مخالفت کرتے ہوئے ارشاد کرتے ہیں:

"ہم مسلمانان ہند پر جہاد فرض نہیں ہے۔ [120] اور جو اس کی فرضیت کا قائل ہے' وہ مسلمانوں کا مخالف ہے اور انہیں نقصان پہنچانا چاہتا ہے۔ [121]

نیز لکھتے ہیں:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے جہاد سے استدلال کرنا جائز نہیں' کیونکہ ان پر جنگ مسلط کی گئی تھی۔ اور حاکم وقت پر اس وقت تک جہاد فرض نہیں' جب تک اس میں کفار کے مقابلے کی طاقت نہ ہو۔ چنانچہ ہم پر جہاد کیسے فرض ہو سکتا ہے' کیونکہ ہم انگریز کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔" [122]

مسلمانوں کو جہاد و قتال' نیز انگریز سے محاذ آرائی سے دور رہنے کی تلقین کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿یا ایها الذین اٰمنوا علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا هتدیتم﴾

یعنی "اے ایماندارو' تم اپنے آپ کے ذمہ دار ہو۔ کسی دوسرے شخص کا گمراہ ہونا تمہارے لیے

نقصان دہ نہیں ہوسکتا' بشرطیکہ تم خود ہدایت پر گامزن ہو۔[123]

یعنی ہر مسلمان انفرادی طور پر اپنی اصلاح کرے' اجتماعی جدوجہد کی کوئی ضرورت نہیں!

اور اپنے رسالہ کے آخر میں ان تمام راہنماؤں پر کفر کا فتوی لگایا ہے' جو انگریزی استعمار کے مخالف اور تحریک ترک موالات کے حامی تھے۔[124]

جناب احمد رضا نے جہاد کے منہدم کرنے کا فتوی اپنے رسالے "دوام العیش" میں بھی دیا ہے۔ لکھتے ہیں:

"مسلمانان ہند پر حکم جہاد وقتال نہیں![125]

بہر حال احمد رضا صاحب کے متعلق مشہور ہوگیا تھا کہ وہ استعمار کے ایجنٹ ہیں۔ اور ہر اس تحریک کے مخالف ہیں' جو انگریزوں کے خلاف چلائی جاتی ہے۔

بریلوی اعلیٰ حضرت کے ایک پیروکار لکھتے ہیں:

"مسلمان احمد رضا سے بدظن ہوگئے تھے۔"[126]

ایک اور مصنف لکھتا ہیں:

"مسئلہ خلافت سے ان کو اختلاف تھا۔ انتقال کے قریب ان کے خلاف مسلمانوں میں بہت چرچا ہوگیا تھا اور ان کے مرید اور معتقد اختلاف خلافت کے سبب ان سے برگشتہ ہوگئے تھے۔[127]

بہر حال عین اس وقت' جب کہ مسلمانوں کو متحد ہوکر انگریزی استعمار کے خلاف جدوجہد کرنے کی ضرورت تھی' جناب احمد رضا خاں صاحب انگریزوں کے مفاد کے لیے کام کررہے تھے۔

اگر یہ نہ بھی کہا جائے کہ احمد رضا خاں صاحب انگریز کے ایجنٹ تھے' تب بھی یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ ان کی تمام تر سرگرمیاں مسلمانوں کے خلاف اور انگریز کے مفاد میں تھیں۔ کیونکہ انہوں نے مجاہدین کی تو مخالفت کی' مگر انگریز کے حامی وموید رہے۔

مشترق فرانسس رابنس نے جناب احمد رضا صاحب کے متعلق لکھا ہے:

"احمد رضا بریلوی انگریزی حکومت کے حامی رہے۔انہوں نے پہلی جنگ عظیم میں بھی انگریزی حکومت کی حمایت کی۔ اسی طرح وہ تحریک خلافت میں 1921ء میں وہ انگریز کے حامی تھے۔ نیز انہوں نے بریلی میں ان علماء کی کانفرنس بھی بلائی' جو تحریک ترک موالات کے مخالف تھے۔

یہ تھے جناب احمد رضا اور ان کی سرگرمیاں![128]

حوالہ جات

103 وہابی کا لفظ سب سے پہلے اہل حدیث حضرات کے لئے انگریز نے استعمال کیا' تا کہ وہ انہیں بدنام کر سکیں وہابی کا لفظ باغی کے معنوں میں استعمال ہوتا تھا۔ بلا شبہ وہابی انگریز کے باغی تھے

104 اس ثبوت کے لئے ہماری کتاب القادیانیہ ملاحظہ کیجئے! 105 اس کے لیے ملاحظہ ہو کتب' بریلوی فتوے' تکفیری افسانے' آئینہ صداقت' مقدمہ الشہاب الثاقب' مقدمہ رسائل چاندپوری ''فاضل بریلوی'' وغیرہ

106 تذکرہ صادق از عبدالرحیم 107 ملاحظہ ہو کتاب (Wahabi Trils)

108 انڈین مسلم ص ۳۲ 109 تاریخ اہلحدیث کے متعلق ہم ایک مستقل رسالہ تصنیف کریں گے. یہ علامہ مرحوم کے مستقبل کے عزائم میں شامل تھا' لیکن بہت سے دوسرے منصوبوں کی طرح ی بھی نامکمل رہ گیا۔ ان اللہ فعال لما یرید 110 وہابی تحریک ص ۲۹۲

111 تذکرہ صادقہ۔ 112 ایضاً 113 وہابی تحریک ۳۱۵۔ 114 تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو اس کتاب کا باب ''بریلویت اور تکفیری افسانے علاوہ ازیں ان کتابوں کی طرف رجوع کیجئے: آئینہ صداقت' مقدمہ شہاب ثاقب' مقدمہ رسائل چاندپوری' فاضل بریلوی از مسعود احمد بریلوی۔ 115 ملاحظہ ہو اعلام بان ہندوستان دارالاسلام ص ۱۹' ۲۰۔

116 مقدمہ دوام العیش از مسعود احمد ص ۱۵۔ 117 ایضاً ص ۱۷۔ 118 دوام العیش ص ۶۳ مطبوعہ بریلی و ص ۹۵ مطبوعہ لاہور۔ 119 المحجۃ الموتمنۃ از احمد رضا ص ۱۵۵۔ 120 مرزا غلام احمد قادیانی کا بھی یہی فتویٰ تھا۔

121 المحجۃ الموتمنۃ ص ۲۱۰۔ 122 المحجۃ الموتمنۃ ص ۲۰۶ 124 ملاحظہ ہو خاتمۃ الکتاب ص ۲۱۱۔ 125 دوام العیش ص ۴۶۔ 126 مقدمہ دوام العیش ص ۱۸۔ 127 مقدمہ دوام العیش مقالہ حسن نظامی ص ۲' از مقدمہ

"امام احمد رضا صاحب نے دین کی تعلیمات کو از سر نو زندہ کیا۔"[141]

"فتاویٰ رضویہ میں ہزار ہا مسائل[142] ایسے ہیں' جن سے علماء کے کان بھی آشنا نہیں۔"[143]

"اگر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ علیہ فتاوی رضویہ کو دیکھ لیتے تو اس کے مؤلف کو اپنے جملہ اصحاب میں شامل فرما لیتے۔"[144]

ایک دوسرے بریلوی مصنف کا کہنا ہے:

"امام احمد رضا اپنے دور کے امام ابوحنیفہ تھے۔"[145]

ایک اور بریلوی مصنف مبالغہ آراء ہیں:

امام احمد رضا کے دماغ میں امام ابوحنیفہ کی مجتہدانہ ذہانت' ابوبکر رازی کی عقل اور قاضی خاں کا حافظہ تھا۔"[146]

بریلوی حضرات نے خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی توہین کا ارتکاب کرتے ہوئے اپنے امام و مجدد کو " آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری" کا مصداق ٹھہراتے ہوئے بڑی ڈھٹائی سے لکھا ہے:

"امام احمد رضا حق میں صدیق اکبر کا پرتو' باطل کو چھانٹنے میں فاروق اعظم کا مظہر' رحم وکرم میں ذوالنورین کی تصویر اور باطل شکنی میں حیدری شمشیر تھے۔" معاذ اللہ![147]

اس پر بھی مستزاد:

"اعلیٰ حضرت معجزات نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ایک معجزہ تھے۔"[148]

قارئین کو علم ہونا چاہیئے کہ معجزہ اس خرق عادت شے کو کہا جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی نبی علیہ السلام کے ہاتھوں پر صادر ہو۔ اب یہ بریلوی حضرات ہی بتا سکتے ہیں کہ کیا احمد رضا کی ذات کی پیدائش یا ان کی صفات اور خصائل خلاف عادت تھیں؟ اور پھر چودھویں صدی میں ان کا وجود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ کیسے ہوسکتا ہے؟

جناب بریلوی کے اس معتقد نے تو انہیں معجزہ ہی کہا تھا۔ ان کے ایک اور پیروکار نے تو انہیں واجب

الا طاعت نبی کے مقام پر فائز قرار دے دیا۔وہ کہتے ہیں:

"اعلیٰ حضرت زمین میں اللہ تعالیٰ کی حجت تھے![149]

اب ظاہر ہے 'اللہ تعالیٰ کی حجت تو نبی کی ذات ہی ہوتی ہے۔ بریلوی حضرات سمجھنا یہ چاہتے ہیں کہ اگر جناب خاں صاحب کی ذات کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا' ان کی بات کو ٹھکرایا گیا اور ان کی اتباع اور اطاعت سے انکار کیا گیا' تو یہ رب کائنات کی طرف سے پیش کی جانے والی دلیل و حجت کو ٹھکرانے کے مترادف ہوگا۔

ان تمام مبالغہ آمیز دعووں سے ثابت ہوتا ہے کہ خاں صاحب بریلوی کے متبعین ان کی ذات کو مقدس قرار دینے کے لیے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش میں ہیں۔ہم گزشتہ صفحات میں یہ بیان کر آئے ہیں کہ بریلوی حضرات اپنے مجدد اعلیٰ حضرت کو غلطیوں سے مبرا اور معصوم عن الخطا سمجھتے ہیں۔اور بلاشبہ "عصمت" انبیائے کرام علیہ السلام کی خاصیت ہے اور انبیائے کرام علیہم السلام کے علاوہ کسی امتی کو معصوم سمجھنا ختم نبوت سے انکار کے مترادف ہے۔اللہ تعالیٰ سب کو ہدایت کی توفیق عطا فرمائے اور سوء الاعتقادی سے محفوظ رکھے۔آمین!

گزشتہ غلو آمیز دعووں کے علاوہ چند اور مبالغات کا ذکر کر کے ہم اس بحث کو ختم کرتے ہیں۔کہا جاتا ہے کہ:

ساڑھے تین برس کی عمر میں جناب احمد رضا ایک بازار سے گزر رہے تھے۔انہوں نے صرف ایک بڑا سا کرتہ زیب تن کیا ہوا تھا سامنے سے طوائفیں آ رہی تھیں۔انہوں نے اپنا کرتہ اٹھایا اور دامن سے آنکھیں چھپالیں۔

طوائفوں نے کہا" واہ منے میاں! آنکھیں تو چھپالیں مگر ستر ننگا کر دیا۔"

ساڑھے تین برس کی عمر میں بریلویت کے موسس نے جواب دیا:" جب نظر بہکتی ہے تو دل بہکتا ہے' اور جب دل بہکتا ہے تو ستر بہکتا ہے۔"[150]

اب ان سے کوئی پوچھے کہ ساڑھے تین برس کی عمر میں خاں صاحب کو کیسے علم ہو گیا کہ آنے والی طوائفیں ہیں؟ اور پھر جس بچے نے ابھی ستر ڈھانپنا شروع نہ کیا ہو' اسے نظر اور دل کے بہکنے سے ستر کے بہکنے کا جنسی راز کیسے معلوم ہو گیا؟

لیکن جھوٹ بولنے کے لیے عقل وخرد کا ہونا تو ضروری نہیں!

بریلوی حضرات کہتے ہیں:

"امام احمد رضا کے علمی دبدبے سے یورپ کے سائنسدان اور ایشیا کے فلاسفر لرزتے رہے![151]

نیز:

"اعلیٰ حضرت کو خداداد قوت حافظہ سے ساری چودہ برس کی کتابیں حفظ تھیں' ان کے بلند مقام کو بیان کرنے کے لیے اہل لغت لفظ پانے سے عاجز رہے ہیں۔"[152]

نیز:

اعلیٰ حضرت جب حج کے لیے تشریف لے گئے' تو انہیں مسجد خیف میں مغفرت کی بشارت دی گئی۔"[153]

بریلوی شاعر ایوب علی رضوی اپنے قصیدہ میں کہتا ہے

اندھوں کو بینا کردیا بہروں کو شنوا کردیا
دین نبی زندہ کیا یا سیدی احمد رضا
امراض روحانی و نفسانی امت کے لیے
در ہے تیرا دارالشفاء یا سیدی احمد رضا
یا سیدی یا مرشدی یا مالکی یا شافعی
اے دستگیر راہنما یا سیدی احمد رضا
جب جان کنی کا وقت ہوا اور رہزنی شیطاں کرے

حملہ سے اس کے لے بچا یا سیدی احمد رضا
احمد کا سایہ غوث پر اور تجھ پر سایہ غوث کا
اور ہم پہ ہے سایہ تیرا یا سیدی احمد رضا
احمد پہ ہو اب کی رضا احمد کی ہو تجھ پر رضا
اور ہم پہ ہو تیری رضا یا سیدی احمد رضا[154]

ان کے ایک اور شاعر ہرزہ سرا ہیں

خلق کے حاجت روا احمد رضا
ہے میرا مشکل کشا احمد رضا
کون دیتا ہے مجھ کو کس نے دیا؟
جو دیا تم نے دیا احمد رضا!
دونوں عالم میں ہے تیرا آسرا
ہاں مدد فرما شاہ احمد رضا
حشر میں جب ہو قیامت کی تپش
اپنے دامن میں چھپا احمد رضا
جب زبانیں سوکھ جائیں پیاس سے
جام کوثر کا پلا احمد رضا
قبر و نشر و حشر میں تو ساتھ دے
ہو میرا مشکل کشا احمد رضا
تو ہے داتا اور میں منگتا ترا
میں ترا ہوں اور تو مرا احمد رضا![155]

یہ تو ہیں جناب بریلوی اور ان کے پیروکار! اور یہ ہیں ان کی پھیلائی ہوئی تعلیمات! غلو مبالغہ آمیزی میں اس قوم کی کوئی نظیر نہیں' ہر آنے والا جانے والے کو اس طرح کی شرکیہ خرافات سے خراج عقیدت پیش کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس قوم کو راہ راست پر آنے کی توفیق عطا فرمائے!

خود جناب بریلوی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی شان میں مبالغہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں

کریں اقطاب عالم کعبہ کا طواف
کعبہ کرتا ہے طواف در والا تیرا

اپنے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں

ملک سخن کی شاہی تو کو رضا مسلم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیے ہیں [157]

نیز:

"میرا سینہ ایک صندوق ہے کہ جس کے سامنے کسی علم کا بھی سوال پیش کیا جائے' فوراً جواب مل جائے گا۔"[158]

احمد رضا صاحب ایک طرف تو اپنے بارے میں اس قدر مبالغہ آرائی سے کام لے رہے' اور دوسری طرف اپنے آپ کو دائرہ انسانیت سے خارج کرتے ہوئے نغمہ سرا ہیں

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا
تجھ سے کتے ہزار پھرتے ہیں [159]

مزید:

تجھ سے در در سگ اور سگ سے مجھ کو نسبت
میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا [160]

ایک مرتبہ خاں صاحب بریلوی کے پیر صاحب نے رکھوالی کے لیے اچھی نسل کے دو کتے منگوائے'

توجناب بریلوی اپنے دونوں بیٹوں کو لیے اپنے پیر صاحب کے پاس حاضر ہوئے اور کہنے لگے:

"میں آپ کی خدمت میں دو اچھی اور اعلیٰ قسم کے کتے لے کر حاضر ہوا ہوں۔ انہیں قبول فرمالیجئے![161]

تو یہ ہیں جناب احمد رضا خاں بریلوی کی شخصیت کے دونوں پہلو' ایک طرف تو وہ امام' غوث' قطب اور قاضی الحاجات وغیرہ کے القاب سے متصف ہیں۔ اور دوسری طرف شرف انسانیت سے بھی گرے ہوئے ہیں اور انسان کی بجائے ایک ناپاک جانور سے خود کو تشبیہ دینے میں فخر محسوس کر رہے ہیں!

اس باب کے آخر میں ہم بریلوی مذہب کے چند اکابرین کا ذکر کر کے اس باب کو ختم کرتے ہیں۔

ان میں سے ایک نعیم مراد آبادی ہیں۔

یہ 1883ء میں پیدا ہوئے۔ یہ جناب بریلوی کے ہم عصروں میں سے تھے۔ انہوں نے بھی جناب بریلوی کی طرح توحید وسنت کی مخالفت' شرک و بدعت کی حمایت اور غیر شرعی رسم ورواج کی نشرو اشاعت میں اہم کردار ادا کیا۔ ان کا ایک مدرسہ بھی تھا' جس کا نام شروع میں "مدرسہ اہل السنہ تھا۔ بعد میں تبدیل کر کے " جامعہ نعیمیہ " رکھ دیا گیا۔ اس مدرسے سے فارغ ہونے والے نعیمی کہلاتے ہیں۔ ان کی تالیفات میں "خزائن العرفان" جسے بعد میں جناب احمد رضا خاں صاحب کے ترجمہ قرآن کے ساتھ شائع کیا گیا ہے۔۔۔۔۔ "اطیب البیان"[162] جو شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کی تصنیف " تقویۃ الایمان" کے جواب میں لکھی گئی' اور الکلمۃ العلیا" قابل ذکر ہیں۔

ان کی وفات 1948ء میں ہوئی۔[163] بریلوی حضرات انہیں "صدر الافاضل" کے لقب سے موسوم کرتے ہیں۔

بریلوی زعماء میں امجد علی بھی ہیں۔ یہ ہندوستان کے صوبہ اعظم گڑھ میں پیدا ہوئے اور مدرسہ حنفیہ جون پور میں تعلیم حاصل کی۔ جناب امجد علی احمد رضا صاحب کے بھی کچھ عرصہ تک زیر تربیت رہے اور ان کے مذہب کی نشر واشاعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ان کی تصنیف "بہار شریعت" بریلوی فقہ کی

مستند کتاب ہے' جس میں احمد رضا صاحب کی تعلیمات کی روشنی میں اسلامی احکام ومسائل کی توضیح کی گئی ہے۔

ان کی وفات 1948ء میں ہوئی۔[164]

ان کے اکابرین میں سے دیدار علی بھی ہیں' جو نواب پور میں 1270ھ میں پیدا ہوئے اور احمد علی سہارن پوری سے تعلیم حاصل کی' اور 1293ھ میں فارغ ہونے کے بعد مستقل طور پر لاہور میں قیام پذیر ہوئے۔ ان کے بارے میں کہا جاتا ہے:

"مولانا دیدار علی نے لاہور شہر کو وہابیوں اور دیوبندیوں کے زہریلے عقائد سے محفوظ رکھا۔[165] ان کی وفات 1935ء میں ہوئی" ان کی تالیفات میں تفسیر میزان الادیان اور علامات وہابیہ قابل ذکر ہیں۔"

ان میں حشمت علی بھی ہیں۔ یہ لکھنؤ میں پیدا ہوئے' ان کے والد سید عین القضاۃ کے مریدوں میں سے تھے۔ یہ جناب بریلوی کے مدرسے منظر اسلام میں زیر تعلیم رہے۔ انہوں نے امجد علی صاحب سے بھی تعلیم حاصل کی۔ 1340ھ میں فارغ ہوئے۔ اس طرح انہوں نے احمد رضا صاحب کے بیٹے سے بھی سند لی اور بعد میں جناب بریلوی کی تعلیمات پھیلانے میں مصروف ہو گئے۔ احمد رضا صاحب کے بیٹے نے انہیں "غیظ المنافقین" کے لقب سے نوازا۔ 1380ھ میں سرطان میں مبتلا ہوئے اور بیلی بھیت میں وفات پائی۔[166]

ان کے قائدین میں سے احمد یار نعیمی بھی ہیں۔ یہ بدایون میں 1906ء میں پیدا ہوئے۔ پہلے دیوبندیوں کے مدرسے "المدرسۃ الاسلامیہ" میں پڑھتے رہے' پھر یہ نعیم مراد آبادی کے ہاں چلے گئے اور ان سے تعلیم مکمل کی۔ مختلف شہروں میں گھومنے پھرنے کے بعد گجرات میں مستقل سکونت اختیار کر لی اور وہاں "جامعہ غوثیہ نعیمیہ" کے نام سے ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی۔ انہوں نے اپنی کتاب "جاء الحق" میں جناب بریلوی کے مذہب کی تائید اور متبعین کتاب وسنت کی مخالفت میں کافی زور لگایا ہے۔

جناب احمد یار نے احمد رضا صاحب کے ترجمہ قرآن پر "نور العرفان" کے نام سے حاشیہ بھی لکھا ہے جس میں اپنے پیشتر قائدین کی طرح بڑے شدومد سے قرآن کریم کی بہت سی آیات کی تاویل ومعنوی تحریف سے کام لیا گیا ہے۔

اسی طرح ان کی دو معروف کتابیں "رحمۃ الالٰہ بوسیلۃ الاولیاء" اور "سلطنۃ مصطفٰی" بھی ہے۔ان کی وفات 1971ء میں ہوئی![167]

یہ تھے بریلوی مذہب کے زعماء جنہوں نے اس مذہب کے اصول اور ضوابط وضع کیے اور جناب بریلوی کے لگائے ہوئے پودے کو پروان چڑھایا۔

اگلے باب میں ہم ان کے عقائد بیان کریں گے۔ واللہ الموفق!

حوالہ جات

129 وصایا شریف ص ۱۰ ترتیب حسنین رضا مطبوعہ ہند۔ 130 اعلیٰ حضرت بریلوی از بستوی ص ۱۰۵۔ 131 بستوی ۹،۱۰۔ 132 بستوی ص ۱۱۱۔ 133 مقدمہ دوام العیش از مسعود احمد ص ۱۸۔ 134 ایضاً۔ 135 انوار رضا ص ۲۷۲، ایضاً روحوں کی دنیا مقدمہ ص ۲۲۔ 136 بستوی ص ۱۲۱، فتاویٰ رضویہ جلد ۱۲ المقدمہ ص ۱۳۔ 137 وصایا شریف ص ۱۹۔ 138 وصایا شریف ص ۲۴ ترتیب حسنین رضا۔ 139 ایضاً۔ 140 شرح الحقوق مقدمہ ص ۸۔ 141 ایضاً ص ۷۔ 142 جی ہاں! احکام ومسائل کے نام پر قصے کہانیوں سے واقعی علماء کے کان آشنا نہیں!۔ 143 بہار شریعت جلد ۱ ص ۳۔ 144 مقدمہ فتاویٰ رضویہ جلد ۱۱ ص ۴۔ 145 مقدمہ فتاویٰ رضویہ جلد ۵۔ 146 مقدمہ فتاویٰ رضویہ ص ۱۰۔ ۲۱۰۔ 147 ایضاً ص ۲۶۳۔ 148 ایضاً۔ 149 ایضاً ص ۳۰۳۔ 150 سوانح اعلیٰ حضرت از بدرالدین ص ۱۱۰، وانوار رضا۔ 151 روحوں کو دنیا ص ۲۶۔ 152 انوار رضا ص ۶۵۔ 153 حیات اعلیٰ حضرت از ظفرالدین بہاری ص ۱۲، ایضاً انوار رضا ص ۲۳۵۔ 154 مدائح اعلیٰ حضرت از ایوب علی رضوی ص ۵۔ 155 نفحۃ الروح از ایوب رضوی ص ۴۷، ۴۸۔ 156 حدائق بخشش از بریلوی ص ۷۔ 157 انوار رضا ص ۳۱۹ و ایضاً حدائق بخشش۔ 158 مقدمہ شرح الحقوق ص ۸۔ 159 ایضاً ص ۱۱، حدائق بخشش ص ۴۳۔ 160 حدائق بخشش ص ۵۔ 161 انوار رضا ص ۲۳۸۔ 162 اس کتاب کا ردّ مراد آباد

ہی کے اہل حدیث مشہور عالم دین مولانا عزیز الدین مراد آبادی مرحوم نے اپنی کتاب اکمل البیان فی تائید تقویۃ الایمان میں کیا ہے۔اور نعیم الدین صاحب کے استدلالات کو باطل ثابت کیا ہے۔163 ملاحظہ ہو' تذکرہ علمائے اہل سنت اور حیات صدر الافاضل وغیرہ۔164 حاشیہ الاستمداد ص ۹۰'۹۱۔165 ایضاً ص ۹۴' تذکرہ علمائے ال سنت ۸۳۔166 تذکرہ علمائے اہل سنت از محمود بریلوی ص ۸۲ مطبوعہ کانپور۔167 تذکرہ اکابر اہل السنہ ص ۵۸'۵۹ از اشرف قادری' الیواقیت المہر یہ ص ۳۹' سیرۃ سالک از کوکب

باب 2

بریلوی عقائد

بریلوی حضرات کے چند امتیازی عقائد ہیں جو انہیں برصغیر میں موجود حنفی فرقوں سے بالعموم جدا کرتے ہیں۔ ان کے اکثر عقائد شیعہ حضرات سے مشابہت رکھتے ہیں۔ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ بریلویت تسنن سے زیادہ تشیع کے قریب ہے' البتہ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کون کس سے متاثر ہے؟ ان کے عقائد کو بیان کرنے سے قبل ہم قارئین کے لیے دو باتوں کی وضاحت ضروری سمجھتے ہیں:

(1): وہ مخصوص عقائد جو بریلوی حضرات اختیار کیے ہوئے ہیں اور جن کا وہ برصغیر میں پرچار کررہے ہیں' وہ بعینہ ان خرافات وتقالید اور توہمات وافسانوی عقائد پر مشتمل ہیں جو مختلف اوقات میں مختلف زمانوں کے صوفیاء ضعیف الاعتقاد اور توہم پرست لوگوں میں منتشر اور رائج تھے۔۔۔۔جن کا شریعت اسلامیہ سے کوئی تعلق نہیں' بلکہ وہ یہود ونصاریٰ اور کفار ومشرکین کے ذریعے مسلمانوں میں منتقل ہوئے تھے۔

ائمہ ومجتہدین اسلام ہر دور میں ان باطل عقائد کے خلاف صف آراء اور ان سے نبرد آزما رہے ہیں۔ اسی طرح ان میں بعض عقائد قبل از اسلام دور جاہلیت سے وابستہ ہیں' جن کی تردید قرآن مجید کی آیات اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں موجود ہے۔

انتہائی افسوس کی بات ہے کہ بعض لوگوں نے ان غیر اسلامی اور دور جاہلیت کے عقائد کو اسلام کے لوازمات اور بنیادی عقائد سمجھ لیا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو باطل قرار دیا ہے۔۔۔۔۔۔مثلاً غیر اللہ سے استغاثہ واستعان' انبیاء اور رسول علیہم السلام کی بشریت سے انکار' علم غیب اور خدائی اختیارات میں انبیاء واولیاء کو شریک کرنا' نیز دوسرے عقائد جن کا ہم آگے چل کر ذکر کریں گے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ ان خرافات وشطحات اور الف لیلوی افسانوں کو انہوں نے

عقائد کا نام دے دیا ہے۔ اگرچہ یہ خرافات و بدعات' مشرکانہ رسوم و تقالید اور جاہلانہ افکار و عقائد جناب احمد رضا خاں بریلوی اور ان کے معاونین سے قبل بھی موجود تھے' مگر انہوں نے ان ساری باتوں کو منظّم شکل دی اور قرآن وحدیث کی معنوی تحریف اور ضعیف وموضوع روایات کی مدد سے انہیں مدلل کرنے کی کوشش کی۔

(2): دوسری بات جس کی ہم یہاں وضاحت کرنا چاہتے ہیں' وہ یہ ہے کہ اس باب میں ہم بریلویت کے انہی عقائد کا ذکر کریں گے جنہیں خود جناب احمد رضا خاں بریلوی اور ان کے مساعدین اور یا پھر اس گروہ کی معتمد شخصیات نے اپنی کتب میں بیان کیا ہے۔ جہاں تک ان حضرات کا تعلق ہے' جو ان میں معتبر اور ثقہ نہیں سمجھے جاتے یا ان کی شخصیت متنازع فیہ ہے' تو باوجود ان کی کثرت تصانیف کے ہم ان سے کوئی چیز نقل نہیں کریں گے' تاکہ ہمارے موقف میں کسی قسم کا ضعف واقع نہ ہو۔

غیر اللہ سے فریاد رسی

بریلوی حضرات اسلام کے عطا کردہ تصور توحید کے برعکس غیر اللہ سے فریاد طلبی کو اپنے عقائد کا حصہ سمجھتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے:

اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حاجت روائی خلق کے لیے خاص فرمایا ہے۔ لوگ گھبرائے ہوئے ان کے پاس اپنی حاجتیں لاتے ہیں۔"[1]

احمد رضا لکھتے ہیں:

"اولیاء سے مدد مانگنا اور انہیں پکارنا اور ان کے ساتھ توسل کرنا امر مشروع وشئ مرغوب ہے جس کا انکار نہ کرے گا مگر ہٹ دھرم یا دشمن انصاف![2]

مدد مانگنے کے لیے ضروری نہیں کہ صرف زندہ اولیاء کو ہی پکارا جائے' بلکہ ان حضرات کے نزدیک اس سلسلہ میں کوئی تمیز نہیں ۔۔۔۔۔ نبی و رسول' ولی و صالح' خواہ زندہ ہو یا فوت شدہ' اسے مدد کے

لیے پکارا جاسکتا ہے۔۔۔۔۔۔کیونکہ وہی تمام اختیارات کے مالک' نظام کائنات کی تدبیر کرنے والے اور مشکلات ومصائب سے نجات دینے والے ہیں۔

چنانچہ جناب بریلوی کہتے ہیں:

"انبیاء ومرسلین علیہم السلام' اولیاء' علماء' صالحین سے ان کے وصال کے بعد بھی استعانت واستمداد جائز ہے' اولیاء بعد انتقال بھی دنیا میں تصرف کرتے ہیں۔"[3]

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

"حضور ہی ہر مصیبت میں کام آتے ہیں' حضور علیہ السلام ہی بہتر عطا کرنے والے ہیں' عاجزی و تذلل کے ساتھ حضور کو ندا کرو' حضور ہی ہر بلا سے پناہ ہیں۔"[4]

مزید لکھتے ہیں:

"جبریل علیہ السلام حاجت روا ہیں' پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو حاجت روا' مشکل کشا' دافع البلاء ماننے میں کس کو تامل ہوسکتا ہے؟ وہ تو جبریل علیہ السلام کے بھی حاجت روا ہیں۔"[5]

صرف حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی نہیں' بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی ان خدائی صفات کے حامل ہیں۔۔۔۔۔۔جناب بریلوی عربی اشعار سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

تجدہ عونا لکّ فی النوائب
بولایتک یا علی یا علی
ناد علیّا مظھر العجائب
کلّ ھمّ و غمّ سینجلی!

ترجمہ:

"پکار علی مرتضی کو کہ مظہر عجائب ہیں تو انہیں مددگار پائے گا مصیبتوں میں' سب پریشانی وغم اب دور ہوجائیں گے' تیری ولایت سے یا علی یا علی![6]

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ علیہ بھی انہی صفات کے ساتھ متصف ہیں۔ بریلوی حضرات کذب و افتراء سے کام لیتے ہوئے آپ کی روایت نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

"جو کوئی رنج وغم میں مجھ سے مدد مانگے' اس کا رنج وغم دور ہوگا۔ اور جو سختی کے وقت میرا نام لے کر مجھے پکارے' تو وہ شدت رفع ہوگی۔ اور جو کسی حاجت میں رب کی طرف مجھے وسیلہ بنائے' اس کی حاجت پوری ہوگئی۔"[7]

ان کے نزدیک قضائے حاجات کے لیے نماز غوثیہ بھی ہے جس کی ترکیب یہ ہے:

"ہر رکعت میں 11 '11' بار سورت اخلاص پڑھے' 11 بار صلوٰۃ وسلام پڑھے' پھر بغداد کی طرف "جانب شمالی" 11 قدم چلے' ہر قدم پر میرا نام لے کر اپنی حاجت عرض کرے اور یہ شعر پڑھے

واظلم فی الدنیا وانت نصیری

ایدرکنی ضیم وانت ذخیرتی

" کیا مجھے کوئی تکلیف پہنچ سکتی ہے' جب کہ آپ میرے لیے باعث حوصلہ ہوں؟ اور کیا مجھ پر دنیا میں ظلم ہوسکتا ہے جب کہ آپ میرے مددگار ہیں؟"[8]

اسے بیان کرنے کے بعد جناب احمد یار گجراتی لکھتے ہیں کہ: معلوم ہوا کہ بزرگوں سے بعد وفات مدد مانگنا جائز اور فائدہ مند ہے۔"

جناب بریلوی اکثر یہ اشعار پڑھا کرتے تھے

شیئاً للہ شیخ عبدالقادر

اصرف عنّا الصّروف عبدالقادر

اے بندہ پناہ شیخ عبدالقادر

شیئاً للہ شیخ عبدالقادر

رؤفاء راروٴف عبدالقادر

انــا مــا ســطــا جـورا الـزّمـان بـنـكـبـتـه

فـــنـــاد يـــازروق ات يســـرعتـــه

انـــا لـــمـــريـــدى جـــا مـع لشتـــاتـــه

وان كـــنـــت فـــى ضيق و كـــرب ووحشتـــه

ترجمہ:

"میں اپنے مرید کی پراگندگیوں کو جمع کرنے والا ہوں' جب کہ زمانہ کی مصیبتیں اس کو تکلیف دیں۔ اگر تو تنگی یا مصیبت میں پکارے 'اے زروق! میں فوراً آؤں گا۔"[12]

اسی طرح ابن علوان بھی ان اختیارات کے مالک ہیں۔ چنانچہ منقول ہے:

جس کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے اور وہ چاہے کہ خدا وہ چیز واپس ملا دے' تو کسی اونچی جگہ پر قبلہ کو منہ کر کے کھڑا ہو اور سورہ فاتحہ پڑھ کر اس کا ثواب نبی علیہ السلام کو ہدیہ کرے' پھر سیدی احمد بن علوان کو پکارے اور پھر یہ دعا پڑھے اے میرے آقا احمد بن علوان' اگر آپ نے میری چیز نہ دی تو میں آپ کو دفتر اولیاء سے نکال دوں گا۔"[13]

سید محمد حنفی بھی مشکلات کو دور کرنے والے ہیں۔ جناب بریلوی لکھتے ہیں:

"سیدی محمد شمس الدین محمد حنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے حجرۂ خلوت میں وضو فرما رہے تھے' ناگاہ ایک کھڑاؤں ہوا پر پھینکی کہ غائب ہو گئی۔۔۔۔۔ حالانکہ حجرے میں کوئی راہ اس کے ہوا پر جانے کی نہ تھی۔ دوسری کھڑاؤں اپنے خادم کو عطا فرمائی کہ اسے اپنے پاس رہنے دے' جب تک وہ پہلی واپس آئے۔ ایک مدت کے بعد ملک شام سے ایک شخص وہ کھڑاؤں مع ہدایا لے کر حاضر ہوا اور عرض کی کہ اللہ تعالیٰ حضرت کو جزائے خیر دے! جب چور میرے سینے پر ذبح کرنے بیٹھا میں نے اپنے دل میں کہا "یا سیدی محمد حنفی" اسی وقت یہ کھڑاؤں غیب سے آکر اس کے سینے پر لگی کہ غش کھا کر الٹا ہو گیا۔"[14]

سید بدوی بھی مصائب و مشکلات میں بندوں کی مدد کرتے ہیں:

"جب بھی کوئی مصیبت پیش آئے تو وہ یہ کہے:"یا سیدی احمد بدوی خاطر معی!"

"اے میرے آقا احمد بدوی میرا ساتھ دیجئے۔"[15]

سید احمد بدوی سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا:

"جسے کوئی حاجت ہو تو وہ میری قبر پر حاضر ہو کر اپنی حاجت مانگے تو میں اس کی حاجت کو پورا کروں گا۔[16]

ابو عمران موسی بھی:

"جب ان کا مرید جہاں کہیں سے انہیں ندا کرتا' جواب دیتے! اگرچہ سال بھر کی راہ پر ہوتا یا اس سے زائد۔"[17]

پھر جناب بریلوی اس مسئلے میں اپنے عقیدہ کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"جو شخص بھی کسی نبی یا رسول یا کسی ولی سے وابستہ ہوگا' تو وہ اس کے پکارنے پر حاضر ہوگا اور مشکلات میں اس کی دستگیری کرے گا۔"[18]

سلسلہ تصوف سے متعلق مشائخ بھی اپنے مریدوں کو مشکلات سے رہائی عطا کرنے کی قدرت رکھتے ہیں۔ جناب احمد رضا لکھتے ہیں:

"صوفیہ کے مشائخ سختی کے وقت اپنے پیروکاروں اور مریدوں کی نگہبانی فرماتے ہیں"[19]

اہل قبور سے استعانت کے عقیدے کا ذکر کرتے ہوئے جناب بریلوی رقم طراز ہیں:

"جب تم کاموں میں متحیر ہو تو مزارات اولیاء سے مدد مانگو۔"[20]

قبروں کی زیارت کے فوائد بیان کرتے ہوئے جناب احمد رضا کے ایک پیروکار کہتے ہیں:

"قبروں کی زیارت سے نفع حاصل ہوتا ہے نیک مردوں سے مدد ملتی ہے۔"[21]

مزید کہتے ہیں:

"زیارت سے مقصود یہ ہے کہ اہل قبور سے نفع حاصل کیا جائے۔"[22]

جناب موسیٰ کاظم کی قبر سے متعلق فرماتے ہیں

"حضرت موسیٰ کاظم کی قبر تریاق اکبر ہے۔"[23]

خود جناب بریلوی محمد بن فرغل سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہا کرتے تھے:

"میں ان میں سے ہوں جو اپنی قبور میں تصرف فرماتے ہیں۔ جسے کوئی حاجت ہو تو میرے پاس چہرے کے سامنے حاضر ہو کر مجھ سے اپنی حاجت کہے' میں روا فرما دوں گا۔"[24]

سید بدوی سے یہی مقولہ نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

انہوں نے کہا" مجھ میں اور تم میں یہ ہاتھ بھر مٹی ہی تو حائل ہے۔اور جس مرد کو اتنی مٹی اپنے اصحاب سے حجاب میں کر دے تو وہ مرد ہی کا ہے کا ہے۔"[25]

ایک طرف تو بریلوی حضرات کے یہ عقائد ہیں اور دوسری طرف قرآنی تعلیمات وارشادات ہیں۔ ذرا ان کا تقابل کیجئے' تا کہ حقیقت کھل کر سامنے آ سکے کہ قرآن کریم کے نزدیک توحید باری تعالیٰ کا تصور کیا ہے' اور ان کے عقائد کیا ہیں؟

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ نیک بندے اپنے رب سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں:

﴿ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴾ (تجھی کی ہم بندگی کریں اور تجھی سے ہم مدد چاہیں) اور پھر اللہ مشرکین کے عقیدے کو ردّ کرتے ہوئے اور اس پر ان کو ڈانتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿ قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِي الْاَرْضِ وَ مَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّ مَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ﴾[سورہ سبا]

" آپ کہیں' تم انہیں پکارو تو جنہیں تم اللہ کے سوا (شریک خدائی) سمجھ رہے ہو' وہ ذرہ برابر بھی اختیار نہیں رکھتے۔ نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں! اور نہ ان کی ان دونوں میں کوئی شرکت ہے اور نہ ان میں سے کوئی بھی اللہ کا مددگار ہے۔"

اور اللہ کا فرمان ہے:

﴿ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمۡ لَہُ الۡمُلۡکُ ؕ وَ الَّذِیۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِہٖ مَا یَمۡلِکُوۡنَ مِنۡ قِطۡمِیۡرٍ ﴿ؕ۱۳﴾ اِنۡ تَدۡعُوۡہُمۡ لَا یَسۡمَعُوۡا دُعَآءَکُمۡ ۚ وَ لَوۡ سَمِعُوۡا مَا اسۡتَجَابُوۡا لَکُمۡ ؕ وَ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ یَکۡفُرُوۡنَ بِشِرۡکِکُمۡ ؕ وَ لَا یُنَبِّئُکَ مِثۡلُ خَبِیۡرٍ﴾[فاطر]

"یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے' اسی کی حکومت ہے!۔ اور جنہیں تم اس کے علاوہ پکارتے ہو' وہ کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے برابر بھی اختیار نہیں رکھتے۔ اگر تم ان کو پکارو تو وہ تمہاری سنیں گے بھی نہیں' اور اگر سن بھی لیں تو تمہارا کہا نہ کرسکیں۔ اور قیامت کے دن وہ تمہارے شرک کرنے ہی سے منکر ہوں اور تجھ کو (خدائے) خبیر کا سا کوئی نہ بتائے گا۔"

نیز:

﴿قُلۡ اَرَءَیۡتُمۡ شُرَکَآءَکُمُ الَّذِیۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ ؕ اَرُوۡنِیۡ مَاذَا خَلَقُوۡا مِنَ الۡاَرۡضِ اَمۡ لَہُمۡ شِرۡکٌ فِی السَّمٰوٰتِ ۚ اَمۡ اٰتَیۡنٰہُمۡ کِتٰبًا فَہُمۡ عَلٰی بَیِّنَتٍ مِّنۡہُ ۚ بَلۡ اِنۡ یَّعِدُ الظّٰلِمُوۡنَ بَعۡضُہُمۡ بَعۡضًا اِلَّا غُرُوۡرًا﴾ [فاطر]

"آپ کہہ دیجئے' تم نے اپنے خدائی شریکوں کے حال پر بھی نظر کی ہے' جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو؟ ذرا مجھے بھی تو بتاؤ کہ انہوں نے زمین کا کون سا جزو بنایا ہے' یا ان کا آسمان میں کچھ ساجھا ہے' یا ہم نے انہیں کوئی کتاب دی ہے کہ یہ اس پر قائم ہیں؟ اصل یہ ہے کہ ظالم ایک دوسرے سے نرے دھوکہ (کی باتوں) کا وعدہ کرتے آئے ہیں۔"

اور مزید فرمایا:

﴿وَ الَّذِیۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِہٖ لَا یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ نَصۡرَکُمۡ وَ لَاۤ اَنۡفُسَہُمۡ یَنۡصُرُوۡنَ﴾

[اعراف]

"اور جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ نہ تو تمہاری مدد کرسکتے ہیں اور نہ اپنی ہی مدد کرسکتے ہیں۔"

اور فرمایا:

﴿وَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا یَسْتَجِیْبُوْنَ لَهُمْ بِشَیْءٍ﴾ [رعد]

'اور جن کو (یہ لوگ) 'اس کے سوا پکارتے ہیں وہ ان کا کچھ جواب نہیں دے سکتے۔"

﴿وَ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّ لَا نَصِیْرٍ﴾ [شوریٰ]

"اور تمہارا اللہ کے سوا کوئی بھی نہ کارساز ہے اور نہ مددگار!"

اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ وہ مشرکین اور ان لوگوں سے سوال کریں' جو اللہ کے سوا کسی اور سے مدد مانگتے ہیں کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیں:

﴿قُلْ اَفَرَءَیْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِیَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖۤ اَوْ اَرَادَنِیْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ﴾ [زمر]

کہ " بھلا یہ تو بتاؤ کہ اللہ کے سوا تم جنہیں پکارتے ہو' اگر اللہ مجھے کوئی تکلیف پہنچانا چاہے تو کیا یہ اس کی دی ہوئی تکلیف کو دور کر سکتے ہیں؟ یا اللہ مجھ پر عنایت کرنا چاہے' تو یہ اس کی عنایت کو روک سکتے ہیں؟"

﴿اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ یَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَ یَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ﴾ [نمل]

"وہ کون ہے جو بے قرار کی فریاد سنتا ہے' جب وہ اسے پکارتا ہے؟ اور مصیبت کو دور کرتا ہے اور تم کو زمین میں خلفاء بناتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی الٰہ ہے؟ تم لوگ بہت ہی کم غور کرتے ہو۔"

پھر ان کو سمجھاتے ہوئے فرمایا:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ﴾

"بے شک جنہیں تم اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہو وہ تمہارے جیسے ہی بندے ہیں۔ سو اگر تم سچے ہو تو تم

انہیں پکارو! پھر ان کو چاہیے کہ تمہیں جواب دیں۔"

اور مزید فرمایا:

﴿قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا﴾[رعد]

" کہہ دیجئے تو کیا تم نے پھر بھی اس کے سوا اور کارساز قرار دے لیے ہیں' جو اپنی ذات کے لیے بھی نفع ونقصان کا اختیار نہیں رکھتے ؟"

مزید فرمایا:

﴿اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اِنٰثًا ۚ وَ اِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا﴾ [النساء]

"یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر پکارتے بھی ہیں تو بس زنانی چیزوں کو! اور یہ لوگ پکارتے بھی ہیں تو بس شیطان سرکش کو۔"

نیز:

﴿وَ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗۤ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَ هُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ﴾ [احقاف]

"اور اس سے بڑھ کر گمراہ اور کون ہوگا جو اللہ کے سوا اور کسی کو پکارے؟ جو قیامت تک بھی اس کی بات نہ سنے' بلکہ انہیں ان کے پکارنے کی خبر تک نہ ہو؟"

ان آیات کریمہ سے یہ بات صاف طور پر واضح ہوجاتی ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی مصائب و مشکلات میں بندوں کی مدد کرسکتا ہے' اور ان کے کام آسکتا اور ان کے دکھ درد دور کرسکتا ہے۔ اختیار و تصرف کا دائرہ فقط اسی کی ذات تک محدود ہے اور ساری کائنات کا نظام اسی کے قبضہ واختیار میں ہے۔ اور تمام انبیاء ورسل علیہم السلام نے بھی حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لیے فقط اسی کا دامن تھاما اور صرف اسی کے سامنے سر نیاز خم کیا۔۔۔ان کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ شدائد ومشکلات میں ان سے استمداد واستعانت جائز ہے' قرآن کریم کی صریح' صاف اور واضح آیات سے متصادم ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرنا' حضرت نوح علیہ السلام کا اپنے غرق ہونے والے بیٹے کے لیے رب کائنات سے سے نجات طلب کرنا' حضرت ابراہیم علیہ السلام کا صرف اسی سے اپنے لیے بیٹا مانگنا' مشکلات ومصائب میں گھرے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا صرف اپنے رب کو پکارنا' حضرت یونس علیہ السلام کا مچھلی کے پیٹ سے نجات حاصل کرنے کے لیے صرف اللہ تعالیٰ کے سامنے عجز ونیاز کرنا' اور حضرت ایوب علیہ السلام کا صرف ذات باری تعالیٰ سے شفا طلب کرنا' یہ سارے واقعات اس بات کی واضح اور بین دلیل ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی مالک ذی اختیار نہیں ہے جو مصیبت رفع کرسکتا ہو!

لیکن ان تمام شواہد ودلائل کے برعکس بریلوی حضرات کا عقیدہ یہ ہے کہ جو کسی نبی یا رسول یا ولی سے وابستہ ہوتا ہے' وہ مصائب ومشکلات میں اس کی دستگیری کرتا ہے۔[39]

احمد رضا بریلوی کے ایک پیروکار یوں رقمطراز ہیں:

اولیائے کرام ایک ہی جگہ رہ کر تمام عالم کو اپنے کف دست کی طرح دیکھتے ہیں۔ اور بعید وقریب کی آوازیں سنتے' یا ایک آن میں تمام عالم کی سیر کرتے اور صدہا کوس پر حاجت مندوں کی حاجت روائی کرتے ہیں۔"[40]

ایک طرف ان حضرات کا یہ عقیدہ ہے۔۔۔۔۔اور دوسری طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچازاد بھائی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ فرمارہے ہیں کہ "اپنی حاجت صرف خدا سے طلب کر' فقط اسی سے کر! قلم کی سیاہی خشک ہوچکی ہے" ساری کائنات مل کر بھی تجھے نہ نفع دے سکتی ہے اور نہ نقصان!"[41]

لیکن جناب بریلوی کہتے ہیں:

"جب تمہیں پریشانی کا سامنا ہو تو اہل قبور سے مدد مانگو!"[42]

پھر ستم بالائے ستم یہ کہ جناب بریلوی نہ صرف یہ کہ خود قرآنی آیات کی مخالفت کرتے ہیں' بلکہ جو

لوگ شرک وبدعت کے خلاف سچے اور مجاہدانہ جذبے کے ساتھ صف آراء ہیں اور ان صریح آیات پر عمل پیرا ہوتے ہوئے یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ صرف رب کائنات ہی مضطر اور مصیبت زدہ لوگوں کی التجا سنتا ہے اور اس کو شرف قبولیت بخشتا ہے اور صرف وہی مصائب ومشکلات کو دور کرنے والا ہے' بریلی کے یہ خاں صاحب ان کے خلاف طعن وتشنیع اور اظہار کدورت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ہمارے زمانے میں معدودے چند ایسے پیدا ہوئے ہیں کہ حضرات اولیاء سے مدد کے منکر ہیں اور کہتے ہیں جو کچھ کہتے ہیں انہیں اس پر کچھ علم نہیں' یوں ہی اپنے سے اٹکلی لڑاتے ہیں۔"[43]

ان جیسے لوگوں کے متعلق ہی اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ اِذَا قِيۡلَ لَهُمُ اتَّبِعُوۡا مَآ اَنۡزَلَ اللّٰهُ قَالُوۡا بَلۡ نَتَّبِعُ مَآ اَلۡفَيۡنَا عَلَيۡهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَ لَوۡ كَانَ اٰبَآؤُهُمۡ لَا يَعۡقِلُوۡنَ شَيۡـئًا وَّ لَا يَهۡتَدُوۡنَ﴾[البقرہ]

"اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو کچھ اللہ نے اتارا ہے اس کی پیروی کرو! تو کہتے ہیں کہ نہیں ہم تو اس کی پیروی کریں گے' جس پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا ہے۔۔۔۔خواہ ان کے باپ دادا نہ ذرا عقل رکھتے ہوں اور نہ ہدایت رکھتے ہوں؟"

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

﴿وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِىۡ عَنِّىۡ فَاِنِّىۡ قَرِيۡبٌ ؕ اُجِيۡبُ دَعۡوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلۡيَسۡتَجِيۡبُوۡا لِىۡ وَلۡيُؤۡمِنُوۡا بِىۡ لَعَلَّهُمۡ يَرۡشُدُوۡنَ﴾[البقرہ]

"اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے بندے میرے بارے میں دریافت کریں' تو میں تو قریب ہی ہوں! دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھ سے دعا کرتا ہے! پس لوگوں کو چاہیئے کہ میرے احکام قبول کریں اور مجھ پر ایمان لائیں عجب نہیں کہ ہدایت پا جائیں۔"

نیز:

﴿وَ قَالَ رَبُّكُمُ ادۡعُوۡنِىۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَكُمۡ﴾[غافر]

"اور تمہارے پروردگار نے فرمایا ہے کہ مجھے پکارو' میں تمہاری درخواست قبول کروں گا۔"
لیکن

ہے مریدوں کو تو حق بات گوارا لیکن
شیخ و ملا کو بری لگتی ہے درویش کی بات

انبیاء واولیاء کے اختیارات

اسلام کے نزدیک توحید کا تصور یہ ہے کہ پوری مخلوق کی حاجت روائی مصائب و مشکلات کو حل کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ وہی ساری کائنات کا خالق' مالک' رازق اور مدبر و منتظم ہے۔ ساری طاقتیں اسی کے ہاتھ میں ہیں۔ وہ اکیلا ہی ساری نعمتوں کا مالک ہے۔ اس لیے اپنی حاجتوں کی طلب میں صرف اسی کی طرف رجوع کیا جائے' صرف اسی کو پکارا جائے اور اسی کے سامنے عجز و نیاز کا اظہار کیا جائے مگر بریلویت کا یہ عقیدہ اس کے برعکس ہے۔ ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے تدبیر امور کے اختیارات و تصرفات اپنے بعض بندوں کو عطا کر دیئے ہیں' جن کی وجہ سے وہ مخلوق کی مشکل کشائی اور حاجت روائی کر سکتے ہیں۔ اسی بنا پر یہ لوگ انہیں مصیبت کے وقت پکارتے' ان کے سامنے اپنا دامن پھیلاتے اور ان کے نام کی نذر و نیاز دیتے ہیں۔

ان کے عقائد کے مطابق اللہ تعالیٰ نے تمام اختیارات اور کائنات کا سارا نظام اپنے مقرب بندوں کے سپرد کر دیا ہے' اور خود اللہ تعالیٰ کی ذات معاذ اللہ معطل و معزول ہو کر رہ گئی ہے۔ اب کٹھن اور دشوار گزار حالات میں ان بندوں سے استغاثہ کیا جائے' انہی سے مدد مانگی جائے' انہی سے شفا طلب کی جائے۔۔۔۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نائب ہیں' تمام اختیارات ان کے ہاتھ میں ہیں' وہ زمین و

آسمان کے مالک ہیں! جسے چاہیں عطا کریں اور جسے چاہیں محروم رکھیں۔ زندگی وموت' رزق وشفا غرضیکہ تمام خدائی اختیارات ان کی طرف منتقل ہو گئے ہیں۔

اس سلسلے میں ان کی کتب سے نصوص وعبارات ذکر کرنے سے قبل قارئین کو یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ مشرکین مکہ کے عقائد بھی ان عقائد سے مختلف نہ تھے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان عقائد کی تردید کی اور ان لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق ومحبت کے تمام دعووں کے باوجود ان عقائد کو پھر سے اپنا لیا ہے۔

اب اس سلسلے میں اللہ کا ارشاد سنئے اور پھر ان کے عقائد کا موازنہ کیجئے۔۔۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ﴾ [اعراف]

"کوئی معبود نہیں اس کے سوا وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے۔"

﴿بِيَدِهِ الْمُلْكُ ۫ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ﴾ [ملک]

"اسی کے ہاتھ میں حکومت ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔"

﴿بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّ هُوَ يُجِيْرُ وَ لَا يُجَارُ عَلَيْهِ﴾ [مومنون]

"اسی کے ہاتھ میں ہر چیز کا اختیار ہے۔ اور وہ پناہ دیتا ہے اور کوئی اس کے مقابلے میں پناہ نہیں دے سکتا۔

﴿بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾ [یاسین]

"اسی کے ہاتھ میں ہر چیز کا اختیار ہے اور تم سب کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔"

﴿اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ﴾ [ذاریات]

"بیشک اللہ ہی سب کو روزی پہنچانے والا ہے' قوت والا ہے' مضبوط ہے۔"

﴿وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا﴾ [سورۂ ھود]

" کوئی جاندار زمین پر ایسا نہیں کہ اللہ کے ذمہ اس کا رزق نہ ہو"۔

﴿وَ كَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ۖ اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَ اِيَّاكُمْ ۖ وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾ [عنکبوت]

"اور کتنے ہی جاندار ہیں جو اپنی غذا اٹھا کر نہیں رکھتے۔ اللہ ہی انہیں روزی دیتا ہے اور تم کو بھی' اور وہی خوب سننے والا ہے اور خوب جاننے والا ہے۔"

﴿اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَقْدِرُ﴾ [السباء]

"میرا پروردگار زیادہ روزی دیتا ہے جس کو چاہتا ہے' اور تنگ کر دیتا ہے جس کے لیے چاہتا ہے۔"

﴿اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۫ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ؕ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ [آل عمران]

اے سارے ملکوں کے مالک! تو جسے چاہے حکومت دے دے اور تو جس سے چاہے حکومت چھین لے' تو جسے چاہے عزت دے اور تو جسے چاہے ذلت دے' تیرے ہی ہاتھ میں بھلائی ہے بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔"

قرآن کریم نے انسانیت کو توحید سے آشنا کر کے اس بہت بڑا احسان کیا ہے۔ رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تیرہ سالہ مکی دور میں اسی فکر کو لوگوں کے ذہنوں میں راسخ کرتے رہے۔ اسلام نے انسانیت کو بندوں کی غلامی سے نجات دے کر اور ان طوق وسلاسل کو جو اللہ اور اس کے بندوں کے درمیان حائل ہو گئی تھی' اپنی مقدس تعلیمات سے پاش پاش کر کے براہ راست انہیں اللہ تعالیٰ کی چوکھٹ پر جھکا دیا۔۔۔۔ مگر بریلوی حضرات ان شکستہ زنجیروں کے ٹکڑوں کو اکھٹا کر کے انسان کو انسان کا محتاج و گداگر بنا رہے ہیں اور مخلوق کو مخلوق کی غلامی کا درس دے رہے ہیں!

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ مَا یَسْتَوِی الْاَعْمٰی وَ الْبَصِیْرُ﴾ [فاطر]

"نابینا اور بینا برابر نہیں ہو سکتے۔"

یہ ان لوگوں کے برابر نہیں ہو سکتے جو توحید کی بصیرت سے بہرہ ور ہوں۔ توحید کے تصور کے بغیر امت اسلامیہ کا اتحاد ممکن نہیں ہے۔ توحید سے کنارہ کشی اختیار کر کے دوسرے مشرکانہ افکار و نظریات کی تعلیم دینا امت محمدیہ کے درمیان اختلافات کے بیج بونے کے مترادف ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿کَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِیّٖنَ مُبَشِّرِیْنَ وَ مُنْذِرِیْنَ وَ اَنْزَلَ مَعَهُمُ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ لِیَحْکُمَ بَیْنَ النَّاسِ فِیْمَا اخْتَلَفُوْا فِیْهِ وَ مَا اخْتَلَفَ فِیْهِ اِلَّا الَّذِیْنَ اُوْتُوْهُ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَیِّنٰتُ بَغْیًا بَیْنَهُمْ فَهَدَی اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِیْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ وَ اللّٰهُ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ﴾

"لوگ ایک ہی امت تھے' پھر اللہ نے انبیاء بھیجے خوشخبری دینے اور ڈرانے والے۔ اور ان کے ساتھ کتب حق نازل کیں کہ وہ لوگوں کے درمیان اس بات کا فیصلہ کریں جس میں وہ اختلاف رکھتے تھے۔ اور کسی نے اس میں اختلاف نہیں کیا' مگر انہی نے جنہیں وہ ملی تھی' انہی کی ضد کے باعث' بعد اس کے کہ انہیں کھلی ہوئی نشانیاں پہنچ چکی تھیں' پھر اللہ نے اپنے فضل سے انہیں جو ایمان والے تھے ہدایت دی' اور اللہ جسے چاہتا ہے راہ راست بتا دیتا ہے۔" [بقرہ]

آج حالت یہ ہے کہ شرک' قبر پرستی اور بدعات و خرافات کا ایک سیلاب ہے اور مسلمان اس میں بہے جا رہے ہیں۔ شیطان نے ان کے دل و دماغ کو مسخر کر لیا ہے اور وہ اس کی پیروی کو اپنی نجات کا سبب سمجھ رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُکُمْ بِالْاَخْسَرِیْنَ اَعْمَالًا (۱۰۳) اَلَّذِیْنَ ضَلَّ سَعْیُهُمْ فِی

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ هُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا﴾ [الکہف]

" آپ کہہ دیجئے کہ کیا ہم تمہیں ان لوگوں (کا پتہ) بتائیں جو اعمال کے لحاظ سے بالکل ہی گھاٹے میں ہیں؟ یہ وہی لوگ ہیں جن کی ساری محنت دنیا ہی کی زندگی میں غارت ہو کر رہی اور وہ یہی سمجھتے رہے کہ وہ بڑے اچھے کام کر رہے ہیں۔"

نیز ان کے متعلق ارشاد ہے:

﴿اَعْيُنُهُمْ فِيْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِيْ وَ كَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا (۱۰۱) اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْٓ اَوْلِيَآءَ ؕ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا [کہف]

"ان کی آنکھوں پر میری یاد سے پردہ پڑا ہوا تھا اور وہ سن بھی نہیں سکتے تھے۔ کیا پھر بھی کافروں کا خیال ہے کہ مجھے چھوڑ کر میرے بندوں کو اپنا کارساز قرار دے لیں؟ بے شک ہم نے دوزخ کو کافروں کی مہمانی کے لیے تیار کر رکھا ہے۔"

اب اس سلسلے میں ان کی نصوص ملاحظہ فرمائیں:

جناب احمد رضا بریلوی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے انحراف کرتے ہوئے اور آپ کی شان میں غلو کرتے ہوئے کہتے ہیں:

کن کا رنگ دکھاتے ہیں یہ
مالک کل کہلاتے ہیں یہ
قادر کل کے نائب اکبر
ان کے ہاتھوں میں ہر کنجی ہے

احمد رضا بریلوی کے صاحبزادے اپنے باپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ان اشعار کی شرح میں رقم طراز ہیں۔

"جو نعمت تمام عالم میں کہیں ظاہر ہوتی ہے وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی عطا فرماتے ہیں۔ انہی کے ہاتھ میں سب کنجیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے خزانے سے کوئی چیز نہیں نکلتی مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں سے۔ حضور اکرم کوئی بات چاہتے ہیں وہی ہوتی ہے' اس کے خلاف نہیں ہوتی۔ حضور کی چاہت کو جہاں میں کوئی پھیرنے والا نہیں ہے۔ [60]

جناب بریلوی کے اس قصیدے کے مزید اشعار سنئے

ہلتی نیویں جماتے یہ ہیں
روتی آنکھیں ہنساتے یہ ہیں
حق سے خلق ملاتے یہ ہیں
کیا کیا رحمت لاتے یہ ہیں
دفع بلا فرماتے یہ ہیں
جیتے ہم ہیں جلاتے یہ ہیں
قبضہ کل پہ رکھاتے یہ ہیں [61]
ڈوبی ناویں تراتے یہ ہیں
جلتی جانیں بجھاتے یہ ہیں
اس کے نائب ان کے صاحب
شافع نافع رافع دافع
دافع یعنی حافظ و حامی
ان کے نام کے صدقے جس سے
اس کا حکم جہاں میں نافذ

جناب احمد رضا دوسری جگہ کہتے ہیں:

" کوئی حکم نافذ نہیں ہوتا مگر حضور کے دربار سے۔ کوئی نعمت کسی کو نہیں ملتی مگر حضور کی سرکار سے!"[62]

اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں:

"ہر چیز' ہر نعمت' ہر مراد' ہر دولت' دین میں' دنیا میں' آخرت میں' روز اول سے آج تک' آج سے ابدا آباد تک' جسے ملی یا ملنی ہے' حضور اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس سے ملی اور ملتی ہے۔"[63]

بریلوی فرقے کے ایک دوسرے راہنما لکھتے ہیں:

آقائے دوجہاں سخی داتا ہیں اور ہم ان کے محتاج ہیں' تو کیا وجہ ہے کہ ان سے استمداد نہ کی جائے؟"[64]

دوسری جگہ کہتے ہیں:

خالق کل نے آپ کو مالک کل بنادیا
دونوں جہاں ہیں آپ کے قبضہ و اختیار میں

اسی لیے حضرت آدم علیہ السلام نے عرش پر حضور علیہ السلام کا نامِ پاک لکھا دیکھا' تاکہ معلوم ہو کہ مالک عرش آپ ہیں"[65]

ایک اور جگہ نقل کرتے ہیں:

حضور مدینہ منورہ میں رہ کر ذرے ذرے کا مشاہدہ فرما رہے ہیں اور ہر جگہ آپ کا عمل درآمد اور تصرف بھی ہے"[66]

بریلویت کے فرماں رواں جناب احمد رضا صاحب بریلوی کہتے ہیں:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم خلیفہ اعظم اور زمین وآسمان میں تصرف فرماتے ہیں۔[67]

جناب احمد رضا کے ایک پیروکار اپنے مطاع ومقتدا سے نقل کرتے ہیں کہ:

"رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم زمینوں اور لوگوں کے مالک ہیں اور تمام مخلوقات کے مالک ہیں۔ اور

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں نصرت اور مدد کی کنجیاں ہیں اور انہی کے ہاتھ میں جنت ودوزخ کی کنجیاں ہیں۔ اور وہی ہیں جو آخرت میں عزت عطا فرماتے ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مصیبتوں اور تکالیف کو دور فرماتے ہیں اور وہ اپنی امت کے محافظ اور مددگار ہیں۔"[68]

بریلویت کے ایک اور راہنما رقم طراز ہیں:

"حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے نائب مطلق ہیں۔ تمام جہاں حضور کے تحت تصرف کر دیا گیا' جسے جو چاہیں دیں' جس سے جو چاہیں واپس لیں۔"[69]

مزید ارشاد فرماتے ہیں:

"تمام زمین ان کی ملک ہے' تمام جنت ان کی جاگیر ہے' ملکوت السّموات والارض حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر فرمان' جنت ونار کی کنجیاں آپ کے دست اقدس میں دے دی گئیں۔ رزق' خوراک اور ہر قسم کی عطائیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے دربار سے تقسیم ہوتی ہیں۔ دنیا وآخرت حضور علیہ السلام کی عطا کا ایک حصہ ہیں۔"[70]

بریلوی طائفہ کے مفتی احمد یار گجراتی اپنے اس عقیدے کا اظہار یوں کرتے ہیں:

"سارا معاملہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ہاتھ کریمانہ میں ہے' جو چاہیں جس کو چاہیں دے دیں۔"[71]

صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی مالک کل اور مختار مطلق نہیں' بلکہ دوسرے انبیاء کرام (علیہم السلام) بھی مخلوق کی اندرونی حالت اور ان کی ارواح پر تصرف کر سکتے ہیں۔ اور ان کو قدرت حاصل ہوتی ہے' جس سے مخلوق کے ظاہر پر تصرف کر سکتے ہیں۔"[72]

انبیاء ورسل کے علاوہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی جنت ودوزخ کے مالک ہیں چنانچہ بریلویت کے امام احمد رضا صاحب موضوع روایت کا سہارا لیتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"روز قیامت اللہ تعالیٰ سب اگلوں پچھلوں کو جمع فرمائے گا اور دو منبر نور لا کر عرش کے داہنے بائیں

بچھائے جائیں گے۔ ان پر دو شخص چڑھیں گے: داہنے والا پکارے گا: اے جماعات مخلوق' جس نے مجھے پہچانا اس نے پہچانا اور جس نے نہ پہچانا تو میں رضوان داروغہ بہشت ہوں۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ جنت کی کنجیاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کردوں۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ کو دو کہ وہ اپنے دوستوں کو جنت میں داخل کریں۔ سنتے ہو گواہ ہو جاؤ!

پھر بائیں والا پکارے گا اے جماعات مخلوق! جس نے مجھے پہچانا اس نے پہچانا اور جس نے نہ پہچانا تو میں مالک داروغہ ہوں۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ دوزخ کی کنجیاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کردوں۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ کو دوں کہ وہ اپنے دشمنوں کو جہنم میں داخل کریں۔"[73]

پھر اپنے تشیع کا ثبوت دیتے ہوئے اور تقیہ کا لبادا اتارتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق ذکر کرتے ہیں:

حضرت علی قسیم دوزخ ہیں یعنی اپنے دوستوں کو جنت اور اعداء کو دوزخ میں داخل فرمائیں گے۔"[74]

جناب احمد رضا بریلوی شیخ عبدالقادر جیلانی کی شان میں غلو کرتے مشرکانہ عقیدے کی یوں وضاحت کرتے ہیں

ذی تصرف بھی ہے ماذون بھی مختار بھی ہے
کار عالم کا مدبر بھی ہے عبدالقادر[75]

مزید ارشاد ہوتا ہے

جلادے جلادے کفر و الحاد
کہ تو محیی ہے تو قاتل ہے یا غوث[76]
خدا سے لیں لڑائی وہ ہے معطی
نبی قاسم ہے موصل ہے یا غوث

آگے چل کر فرماتے ہیں

"اے ظل اللہ شیخ عبدالقادر
اے بندہ پناہ شیخ عبدالقادر
محتاج و گدائم تو ذوالتاج و کریم
شیئا للہ شیخ عبدالقادر [77]

ایک اور جگہ یوں گویا ہوتے ہیں:

"اے عبدالقادر 'اے فضل کرنے والے' بغیر مانگے سخاوت کرنے والے 'اے انعام واکرام کے مالک' تو بلند وعظیم ہے۔ ہم پر احسان فرما اور سائل کی پکار کو سن لے۔ اے عبدالقادر ہماری آرزوؤں کو پورا کر۔" [78]

احمد رضا دوسری جگہ گل فشانی فرماتے ہیں:

"عبدالقادر نے اپنا بستر عرش پر بچھا رکھا ہے اور عرش کو فرش پر لے آتے ہیں۔" [79]

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

"اہل دین را مغیث عبدالقادر!" [80]

مزید سنیئے

"احد سے احمد سے تجھ کو' کن اور سب کن فیکون حاصل ہے یا غوث [81]

بریلوی حضرات اپنے مشرکانہ عقائد ثابت کرنے کے لیے شیخ جیلانی رحمہ اللہ کی طرف جھوٹ منسوب کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپ فرمایا کرتے تھے!

"اللہ نے مجھے تمام قطبوں کا سردار بنایا ہے۔ مرا حکم ہر حال میں جاری وساری ہے۔ اے میرے مرید! دشمن سے مت گھبرا۔ میں مخالف کو ہلاک کر دینے والا ہوں۔ آسمان وزمین میں میرا ڈنکا بجتا ہے۔ میں بہت بلند رتبے پر فائز ہوں۔ اللہ تعالٰی کی ساری مملکت میرے زیر تصرف ہے۔ میرے تمام اوقات

ہر قسم کے عیب سے پاک صاف ہیں۔ پورا عالم ہر دم میری نگاہ میں ہے۔ میں جیلانی ہوں' محی الدین میرا نام ہے' میرے نشان پہاڑ کی چوٹیوں پر ہیں۔ [82]

ایک اور افتراء سنئے:

"تمام اہل زمانہ کی باگیں میرے سپرد ہیں' جسے چاہوں عطا کروں یا منع کروں"۔ [83]

جناب بریلوی شیخ جیلانی کی جانب ایک اور جھوٹ منسوب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

"لوگوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں۔ میں چاہوں تو اپنی طرف متوجہ کرلوں اور چاہوں تو پھیر دوں"۔ [84]

احمد رضا خاں کے ایک پیرو کار کا عقیدہ ملاحظہ کیجئے:

"لوح محفوظ میں تشبیت کا حق ہے حاصل
مرد سے عورت بنادیتے ہیں غوث الاغواث "

اس شعر کی تشریح بھی بریلوی حضرات کی زبانی سنئے:

"شیخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ عنہ' جو سلسلہ سہروردیہ کے امام ہیں' آپ کی والدہ ماجدہ حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے والد ماجد کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ حضور دعا فرمائیں' میرے لڑکا پیدا ہو۔ آپ نے لوح محفوظ میں دیکھا' اس میں لڑکی مرقوم تھی۔ آپ نے فرمادیا کہ تیری تقدیر میں لڑکی ہے۔ وہ بی بی یہ سن کر واپس ہوئیں' راستہ میں غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے۔ آپ کے استفسار پر انہوں نے سارا ماجرا بیان کیا۔ حضور نے ارشاد فرمایا' جا تیرے لڑکا ہوگا۔ مگر وضع حمل کے وقت لڑکی پیدا ہوئی۔ وہ بی بی بارگاہ غوثیت میں اس مولود کو لے آئیں اور کہنے لگیں' حضور لڑکا مانگوں اور لڑکی ملے؟ فرمایا' یہاں تو لاؤ اور کپڑا ہٹا کر ارشاد فرمایا دیکھو تو یہ لڑکا ہے یا لڑکی؟ دیکھا تو لڑکا! اور وہ یہی شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ تھے۔ آپ کے حلیہ مبارک میں ہے کہ آپ کے پستان مثل عورتوں

کے تھیں۔"[85]

یہی متبع بریلویت ایک اور واقعہ نقل کرتے ہیں' جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک شخص کی تقدیر میں موت تھی۔ شیخ جیلانی نے اس کی تقدیر کو بدل کر مقررہ وقت پر مرنے سے بچالیا۔"[86]

جناب احمد رضا بریلوی اپنی کتاب میں نقل کرتے ہیں:

"ہمارے شیخ سیدنا عبدالقادر رضی اللہ عنہ اپنی مجلس میں برملا زمین سے بلند کرہ ہوا پر مستی فرماتے اور ارشاد کرتے: آفتاب طلوع نہیں ہوتا' یہاں تک کہ مجھ پر سلام کرے۔ نیا سال جب آتا ہے' مجھ پر سلام کرتا ہے اور مجھے خبر دیتا ہے' جو کچھ اس میں ہونے والا ہے۔ نیا دن جو آتا ہے' مجھ پر سلام کرتا ہے اور مجھے خبر دیتا ہے جو کچھ اس میں ہونے والا ہے۔"[87]

اور یہ اختیارات شیخ جیلانی تک ہی محدود نہیں ہیں' بلکہ دوسرے اولیاء و مشائخ تصوف بھی خدا کی خدائی میں شریک ہیں۔ وہ ان صفات سے متصف اور ان طاقتوں کے مالک ہیں۔ چنانچہ احمد رضا بریلوی کے صاحبزادے ارشاد کرتے ہیں:

"بے شک سب پیشوا' اولیاء علماء اپنے اپنے پیرووں کی شفاعت کرتے ہیں۔ اور جب ان کے پیروکار کی روح نکلتی ہے' جب منکر نکیر اس سے سوال کرتے ہیں' جب اس کا حشر ہوتا ہے' جب اس کا نامہ اعمال کھلتا ہے' جب اس سے حساب لیا جاتا ہے' جب اس کے عمل تلتے ہیں' جب صراط پر چلتا ہے ہر وقت ہر حال میں اس کی نگہبانی کرتے ہیں۔ کسی جگہ اس سے غافل نہیں ہوتے اور تمام ائمہ مجتہدین اپنے پیرووں کی شفاعت کرتے ہیں اور دنیا قبر وحشر ہر جگہ سختیوں کے وقت نگہداشت فرماتے ہیں جب تک وہ صراط سے پار نہ ہو جائیں۔"[88]

آسمان سے زمین تک ابدال کی ملک ہے اور عارف کی ملک عرش سے فرش تک "[89]

اور خود جناب بریلوی فرماتے ہیں:

"اولیاء کی وساطت سے خلق کا نظام قائم ہے۔"[90]

اور سنئے:

اولیاء کرام مردے کو زندہ کر سکتے ہیں' مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو شفا دے سکتے ہیں اور ساری زمین کو ایک قدم میں طے کرنے پر قادر ہیں"[91]

"غوث ہر زمانہ میں ہوتا ہے اس کے بغیر زمین و آسمان قائم نہیں رہ سکتے"[92]

بریلوی صاحب کے ایک پیروکار لکھتے ہیں:

"اولیاء کرام اپنے مریدوں کی مدد فرماتے ہیں اور اپنے دشمنوں کو ہلاک کرتے ہیں"[93]

ان کے مشہور مفتی احمد یار گجراتی گوہر افشانی کرتے ہیں:

"اولیاء کو اللہ سے یہ قدرت ملی ہے کہ چھوٹا ہوا تیر واپس کر لیں"[94]

یہی مفتی صاحب رقم طراز ہیں:

"اولیاء کو قبر کی مکھی تو کیا' عالم پلٹ دینے کی طاقت ہے۔۔۔۔مگر توجہ نہیں دیتے"[95]

بریلویت کے ایک اور راہنما لکھتے ہیں:

ظاہر قضائے معلق تک اکثر اولیاء کی رسائی ہوتی ہے۔"[96]

ایک دوسرے بریلوی صاحب ارشاد فرماتے ہیں:

"اولیاء کا تصرف و اختیار مرنے کے بعد اور زیادہ ہو جاتا ہے۔"[97]

یہ ہیں غیر اللہ کے بارے میں ان کے عقائد۔انہوں نے اپنی دعاؤں اور طلب گاریوں میں دوسری ہستیوں کو بھی شریک کر لیا اور اللہ تعالیٰ کی صفات اور اس کے اختیارات و تصرفات اس کی مخلوق میں تقسیم کر دیئے ہیں' حالانکہ شریعت اسلامیہ میں کارسازیوں اور بے نیازیوں کا تصور صرف اللہ تعالیٰ تک ہی محدود ہے۔

بریلوی حضرات نے اپنے اولیاء کو وہ تمام اختیارات تفویض کر دیے' جو عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام' یہودی حضرت عزیر علیہ السلام اور مشرکین مکہ لات' ہبل' عزی اور منات وغیرہ میں سمجھتے تھے۔

﴿اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ﴾

یہ مت سمجھئے کے بریلویت کے امام جناب احمد رضا خان صاحب کا ان خدائی اختیارات میں کوئی حصہ نہ تھا۔ وہ بھی دوسرے اولیاء کی طرح رزاق' داتا' شافی' غوث' مختار' قادر مطلق' حاجت روا اور مشکل کشا تھے۔ان کی صفات ملاحظہ کیجئے۔

بریلویت کے ایک پیروکار اپنے ہادی و مرشد کی شان بالا صفات میں اپنی کتاب مدائح اعلیٰ حضرت میں نغمہ سرا ہیں۔

یاسیدی ' یا مرشدی ' یا مالکی ' یا شافعی
اے دستگیر راہنما یا سیدی احمد رضا
اندھوں کو بینا کردیا بہروں کو شنوا کردیا
دین نبی کو زندہ کیا یا سیدی احمد رضا
امراض روحانی و نفسانی امت کے لیے
اور ترا دارالشفا یا سیدی احمد رضا 98

یہی مرید اپنے پیرو شیخ جناب احمد رضا کے سامنے عجز و نیاز کرتے ہوئے اور اپنا دامن پھیلا کر یوں پکارتا ہے

میرے آقا ' میرے داتا ' مجھے ٹکڑ ملجائے
دیر سے آس لگائے ہے یہ کتا تیرا
اپنی رحمت سے اسے کرلے قبول اے پیارے
نذر میں لایا ہے یہ چادر یہ کمینا تیرا
اس عبید رضوی پر بھی کرم کی ہو نظر
بد سہی چور سہی ہے تو وہ کتا تیرا 99

اور سنئے جناب احمد رضا خاں بریلوی کے ایک اور معتقد ارشاد کرتے ہیں

"قیامت میں مفر کی منکر و تدبیر کیا سوچی؟
کہ ہوگا گھومتا کوڑا امام اہل سنت کا "[100]
کس سے کریں فریاد خدائی مالک و مولیٰ تیری دوہائی
تیرے سوا کون ہمارا حامیٔ سنت اعلیٰ حضرت
بھیک سدا مانگی پائی دیر کیوں اس بار لگائی
میرے کرم ' سخی ' ان داتا ' حامی سنت اعلیٰ حضرت
کب سے کھڑے ہیں ہاتھ پسارے بندہ نواز گدا بیچارے
اب تو کرم ہوجائے حامی سنت اعلیٰ حضرت![101]

اور سنئے

وہی فریاد رس ہے بے کسوں کا
وہ محتاج کا حاجت روا ہے
ستارہ کیوں نہ میرا اوج پر ہو
ادھر آقا ادھر احمد رضا ہے
مجھے کیا خوف ہو وزن عمل کا
حمایت پر مرا حامی تلا ہے "[102]

بریلویت کے ایک دوسرے شاعر کا عقیدہ:

میری کشتی پڑ گئی منجدھار میں
دے سہارا اک ذرا احمد رضا
چار جانب مشکلیں ہیں ایک میں

اے مرے مشکل کشا احمد رضا
لاج رکھ لے میرے پھیلے ہاتھ کی
اے میرے حاجت روا احمد رضا
جھولیاں بھردے میری داتا میرے
ہوں تیرے در کا گدا احمد رضا "103

چنداور اشعار نقل کر کے ہم اپنی بحث کو سمیٹتے ہیں۔

بریلویت کے اور شاعر اپنے مذہب کے عقائد کی وضاحت کرتے ہوئے نغمہ سرا ہیں۔

غوث و قطب اولیاء احمد رضا
ہے میرا مشکل کشا احمد رضا
دونوں عالم میں ہے تیرا آسرا
ہاں مدد فرما شاہ احمد رضا
تو ہے داتا اور میں منگتا ترا
میں تیرا ہوں تو میرا احمد رضا! "104

قارئین کرام! ملاحظہ فرمایئے' کیا یہ عقائد قرآن کریم کی واضح آیات سے استہزاء کے مترادف نہیں ہیں؟ کیا ان میں اور کتاب وسنت میں کوئی مطابقت ہے؟ کیا ان سے یہ بات اچھی طرح واضح نہیں ہوجاتی کہ ان حضرات کا مقصد مشرکانہ عقائد اور دور جاہلیت کے افکار کی نشر واشاعت ہے؟ کیا مشرکین مکہ کے عقائد ان سے ابتر تھے؟

اس سلسلے میں ہم یکتائے عصر' فرید دھر اور برصغیر کے مفسر ومحدث علامہ نواب صدیق حسن خاں رحمہ اللہ کی تفسیر فتح البیان کی عبارت کا ذکر کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔۔۔۔۔نواب صدیق حسن رحمۃ اللہ علیہ فرمان خداوندی ﴿لا املک لنفسی ضرا و لا نفعا الا ماشاء الله﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے

فرماتے ہیں:

"اس آیت کریمہ میں ان لوگوں کے لیے سخت وعید ہے' جنہوں نے مصائب کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارنا عقیدہ بنالیا ہے۔ کیونکہ قرآن کریم نے بڑی فصاحت سے یہ بیان فرمادیا کہ تکالیف و مصائب میں مدد کرنا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے' انبیاء علیہم السلام و صالحین کا بھی وہ مددگار ہے۔ اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنی امت سے واشگاف الفاظ میں کہہ دیں کہ میں اپنی ذات کے لیے بھی نفع نقصان کا مالک نہیں ہوں۔ قرآن تو یہ بتلا رہا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ذات کے لیے بھی نفع ونقصان کا اختیار نہیں ہے' پھر وہ مختار کل کیونکر ہو سکتے ہیں؟

اور پھر جب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خدائی اختیار حاصل نہیں ہیں' تو باقی مخلوق میں سے کسی کو حاجت روا اور مشکل کشا کیسے مانا جا سکتا ہے؟

تعجب ہے ان لوگوں پر' جو ان بندوں کے سامنے دامن پھیلاتے اور ان سے اپنی حاجتیں مانگتے ہیں' جو منوں مٹی تلے دفن ہیں۔

وہ اس شرک سے باز کیوں نہیں آتے اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر کیوں دھیان نہیں دیتے؟

کب انہیں ﴿قل ھو اللہ احد﴾ کی صحیح تفسیر کا علم ہوگا؟

یہ لوگ کب ﴿لا الہ الا اللہ﴾ کے صحیح مفہوم سے آشنا ہوں گے؟

اور ستم بالائے ستم یہ ہے کہ علم وفضل کے دعویداران کے واعظین وعلماء' جنہیں عوام نے سچے راہنما سمجھ رکھا ہے' وہ انہیں ان مشرکانہ اور دور جاہلیت کے تصورات واعمال سے کیوں نہیں روکتے؟

انہوں نے اپنی زبانوں پر مہر کیوں لگا رکھی ہے؟

ان کے عقائد تو دور جاہلیت کے مشرکوں سے بھی بدتر ہیں۔ وہ تو اپنے معبودوں کو اللہ تعالیٰ کے دربار

میں فقط سفارشی سمجھتے تھے' مگرانہوں نے تو تمام خدائی اختیارات اپنے بزرگوں کو عطا کردیئے ہیں۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی بجائے براہ راست اپنے بزرگوں سے مدد و معاونت مانگتے ہوئے ذرا سا بھی خوف محسوس نہیں کرتے۔ شیطان نے ان کے اذہان میں اپنے افکار اتار لیے ہیں۔ وہ شیطان کی پیروی کرتے چلے جارہے ہیں اور انہیں اس کی خبر بھی نہیں۔ وہ سمجھ رہے ہیں ہم نیکی کی راہ پر گامزن ہیں' حالانکہ وہ شیطان کی آنکھ کو ٹھنڈا کررہے ہیں اوراس کی خوشی کا سامان مہیا کررہے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!"[105]

اورسب سے آخرع میں ہم شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی عبارت نقل کرتے ہیں۔۔۔شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ: "حضرت بایزید بسطامی کہا کرتے تھے' مخلوق کا مخلوق سے استغاثہ کرنا بالکل ایسا ہی ہے' جیسے کوئی غرق ہونے والا شخص دوسرے غرق ہونے والے سے مدد طلب کرے۔"

شیخ ابوعبداللہ القرشی کہتے ہیں کہ: "مخلوق کا مخلوق سے استغاثہ کرنا اس طرح ہے جیسے کوئی قیدی دوسرے قیدی سے رہائی کی طلب کرے۔"

پھر موسیٰ علیہ السلام اپنی دعا میں فرمایا کرتے تھے:

"اے اللہ تو ہی تمام تعریفوں کا حق دار ہے۔ ہم آپ کے سامنے اپنی حاجتوں کو پیش کرتے ہیں۔ صرف تو ہی معین و مددگار ہے۔ تو ہی مخلوق کی فریادرسی پر قادر ہے۔ ہم تجھ پر توکل کرتے ہیں۔ نفع و نقصان صرف تیرے ہاتھ میں ہے۔"

سلف صالحین میں سے کوئی بزرگ بھی مافوق القدرت اشیاء سے استغاثے کو جائز نہیں سمجھتا"۔[106]

سماع موتیٰ

بریلوی حضرات کا یہ عقیدہ گزشتہ عقیدے کا لازمی جزو ہے' کیونکہ انتقال کے بعد صرف وہی شخص مخلوق کی دادرسی و دستگیری کرسکتا ہے' جو ان کی پکار کو سنتا ہو۔ مذہب بریلویت کا اپنے بزرگوں کے

ان پر سے عذاب اٹھوادیا۔ایک قبر میں سے آواز آئی' حضرت! مجھ سے عذاب نہیں اٹھا۔آپ نے دعا فرمائی اس سے بھی عذاب اٹھالیا گیا (ملحضاً)۔[113]

بریلوی فرقے کے ایک اور امام کا غیر اسلامی فلسفہ سماعت فرمایئے۔ارشاد ہوتا ہے:

"یاعلی یاغوث کہنا جائز ہے' کیونکہ اللہ کے پیارے بندے برزخ میں سن لیتے ہیں۔"[114]

جناب احمد رضا بریلوی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ انبیاء واولیاء پر موت طاری نہیں ہوتی' بلکہ انہیں زندہ ہی دفنا دیا جاتا ہے۔اوران کی قبر کی زندگی دنیا کی زندگی سے زیادہ قوی اور افضل ہوتی ہے۔جناب بریلوی انبیائے کرام علیہم السلام کے متعلق فرماتے ہیں:

"انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی حیات حقیقی حسی ودنیاوی ہوتی ہے۔ان کی تصدیق وعدہ الٰہیہ کے لیے محض ایک آن کی آن موت طاری ہوتی ہے' پھر فوراً ان کو ویسے ہی حیات عطا فرمادی جاتی ہے۔اس حیات پر وہی احکام دنیویہ ہیں۔ان کا ترکہ باٹنا نہ جائے گا' ان کی ازواج کا نکاح حرام' نیز ازواج مطہرات پر عدت نہیں۔وہ اپنی قبور میں کھاتے پیتے نماز پڑھتے ہیں۔"[115]

ایک اور صاحب ارشاد فرماتے ہیں:

انبیائے کرام چالیس دن قبر میں رہنے کے بعد نماز پڑھنا شروع کردیتے ہیں۔"[116]

مزید سنئے:

"انبیائے کرام اپنی قبر میں زندہ ہیں۔وہ چلتے پھرتے ہیں۔نماز پڑھتے اور کلام کرتے ہیں اور مخلوق کے معاملات میں تصرف فرماتے ہیں۔"[117]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا ارتکاب کرتے ہوئے انہوں نے اپنی کتب میں لکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دفن کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ تھے۔چنانچہ جناب بریلوی ارشاد کرتے ہیں:

" قبر شریف میں اتارتے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم "امتی امتی" فرمارہے تھے۔"[118]

جناب بریلوی کے متبع کا فرمان سنئے:

"جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح اقدس قبض ہو رہی تھی' اس وقت بھی جسم میں حیات موجود تھی۔"119

مزید سنئے:

"ہمارے علماء نے فرمایا کہ حضور علیہ السلام کی زندگی اور وفات میں کوئی فرق نہیں۔ اپنی امت کو دیکھتے ہیں اور ان کے حالات ونیات اور ارادے اور دل کی باتوں کو جانتے ہیں۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بالکل ظاہر ہیں۔ ان سے پوشیدہ نہیں۔"120

ایک اور بریلوی امام تحریر کرتے ہیں۔

: تین روز تک روضہ شریف سے برابر پانچ وقت اذان کی آواز آتی رہی۔"121

نیز ارشاد ہوتا ہے:

جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کا جنازہ حجرہ مبارک کے سامنے رکھا گیا آواز آئی (ادخلوا الحبیب الی الحبیب) یعنی دوست کو دوست کے پاس لے آؤ۔"122

یہ وصف صرف انبیاء کرام علیہم السلام تک ہی محدود نہیں ہے' بلکہ بزرگان دین بھی اس رتبے کے حامل ہیں چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

"اللہ کے ولی مرتے نہیں' بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر منتقل ہوتے ہیں۔ ان کی ارواح صرف ایک آن کے لیے خروج کرتی ہیں پھر اسی طرح جسم میں ہوتی ہیں جس طرح پہلے تھیں۔"123

بریلویت کے امام اکبر بھی اسی عقیدے کا اظہار کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"اولیاء بعد الوصال زندہ اور ان کے تصرفات وکرامات پائندہ۔ اور ان کے فیض بدستور جاری اور ہم غلاموں' خادموں' محبوں' معتقدوں کے ساتھ وہی امداد واعانت ساری۔"124

ان کے ایک پیروکار کا ارشاد سنئے۔ نقل کرتے ہیں:

"اولیاء اللہ کی موت مثل خواب کے ہے۔"[125]

جناب خاں صاحب بریلوی فرماتے ہیں:

"اولیاء کرام اپنی قبروں میں پہلے سے زیادہ سمع اور بصر رکھتے ہیں۔"[126]

مزید نقل کرتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ کے پیارے زندہ ہیں اگرچہ مر جائیں' وہ تو ایک گھر سے دوسرے گھر میں بدلائے جاتے ہیں۔"[127]

ظرافت طبع کے لیے ایک افسانوی قصہ بھی سن لیجئے۔ایک عارف راوی ہیں:

" مکہ۔۔۔۔مکہ معظّمہ میں ایک مرید نے کہا' پیر و مرشد میں کل ظہر کے بعد مر جاؤں گا۔حضرت ایک اشرفی لے لیں' آدھی میں میرا دفن اور آدھی میں میرا کفن کریں۔ جب دوسرا دن ہوا اور ظہر کا وقت آیا' مرید مذکور نے آکر طواف کیا' پھر کعبے سے ہٹ کر لیٹا تو روح نہ تھی۔ میں نے قبر میں اتارا' آنکھیں کھول دیں۔ میں نے کہا"" کیا موت کے بعد زندگی؟"

کہا (انا حیّ و کلّ محبّ للہ حیّ)

"میں زندہ ہوں اور اللہ تعالیٰ کا ہر دوست زندہ ہے۔"[128]

جناب بریلوی نے اپنی ایک اور کتاب میں عنوان باندھا ہے:

"انبیاء وشہداء اور اولیاء اپنے بدن مع اکفان کے زندہ ہیں۔"[129]

جناب بریلوی کی طرف سے ایک اور افسانہ پیش خدمت ہے۔۔۔۔کسی بزرگ سے نقل کرتے ہیں:

"میں ملک شام سے بصرہ کو جاتا تھا۔رات کو خندق میں اترا' وضو کیا' دو رکعت نماز پڑھی' پھر ایک قبر پر سر رکھ کر سو گیا۔ جب جاگا تو صاحب قبر کو دیکھا' مجھ سے گلہ کرتا ہے اور کہتا ہے:

(قد اٰذیتنی منذ اللیلة)[130]

"اے شخص' تونے مجھ کورات بھرایذادی۔"[131]

اس طرح کے جھوٹے واقعات' خانہ ساز کرامتوں اور قصے کہانیوں سے ان کی کتب بھری ہوئی ہیں۔معلوم ہوتا ہے'افسانہ نگاری میں ان کی دوڑ لگی ہوئی ہے۔ ہر شخص دوسرے پر سبقت لے جانا چاہتا ہے۔

اس مذہب کے ایک پیروکار افسانہ نگاری کرتے ہوئے کسی بزرگ کے متعلق لکھتے ہیں:

"انتقال کے بعدانہوں نے فرمایا: میرا جنازہ جلدی لے چلو' حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنازے کا انتظار فرمارہے ہیں۔"[132]

اس طرح کی اسرائیلی اساطیر اور خودساختہ واقعات پر انہوں نے اپنے مذہب کی عمارت قائم کی ہے۔

اب ذرا اس مشرکانہ عقیدے کے متعلق قرآن کریم کی وضاحت سنئے اور ملاحظہ فرمائیے کہ کس طرح سے ان لوگوں کے رگ وپے میں شرک کے اثرات سرایت کر گئے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَهٗۤ اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ وَ هُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ﴾[سورہ احقاف]

"اوراس سے بڑھ کراور کون گمراہ ہوگا' جواللہ کے سوا کسی اور کو پکارے؟ جو قیامت تک بھی اس کی بات نہ سنے' بلکہ انہیں ان کے پکارنے کی خبر تک نہ ہو۔"

اوراللہ تعالیٰ ارشادفرماتے ہیں:

﴿اَیُشْرِكُوْنَ مَا لَا یَخْلُقُ شَیْـًٔا وَّ هُمْ یُخْلَقُوْنَ (۱۹۱) وَ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا وَّ لَاۤ اَنْفُسَهُمْ یَنْصُرُوْنَ(۱۹۲) وَ اِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا یَتَّبِعُوْكُمْ سَوَآءٌ عَلَیْكُمْ اَدَعَوْتُمُوْهُمْ اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ(۱۹۳) اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ

اللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ فَادْعُوْھُمْ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ(۱۹۴) اَلَھُمْ اَرْجُلٌ یَّمْشُوْنَ بِھَآ ز اَمْ لَھُمْ اَیْدٍ یَّبْطِشُوْنَ بِھَآ ز اَمْ لَھُمْ اَعْیُنٌ یُّبْصِرُوْنَ بِھَآ ز اَمْ لَھُمْ اٰذَانٌ یَّسْمَعُوْنَ بِھَا ط قُلِ ادْعُوْا شُرَکَآءَکُمْ ثُمَّ کِیْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ(۱۹۵) اِنَّ وَلِیِّیَ اللّٰہُ الَّذِیْ نَزَّلَ الْکِتٰبَ صلے وَ ھُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیْنَ(۱۹۶) وَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَکُمْ وَ لَآ اَنْفُسَھُمْ یَنْصُرُوْنَ(۱۹۷) وَ اِنْ تَدْعُوْھُمْ اِلَی الْھُدٰی لَا یَسْمَعُوْا ط وَ تَرٰھُمْ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْکَ وَ ھُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ﴾[اعراف]

" کیا (اللہ کے ساتھ) یہ انہیں شریک کرتے ہیں جو کسی کو پیدا نہ کر سکیں' بلکہ خود ہی پیدا کیے گئے ہیں۔ وہ انہیں کسی قسم کی مدد بھی نہیں دے سکتے (بلکہ) خود اپنی ہی مدد نہیں کر سکتے۔ اور اگر تم انہیں کوئی بات بتلانے کو پکارو تو تمہاری پیروی نہ کر سکیں۔ برابر ہیں (دونوں امر تمہارے اعتبار سے) کہ خواہ انہیں پکارو' خواہ خاموش رہو۔ بے شک جنہیں تم اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہو وہ تمہارے ہی جیسے بندے ہیں' سو اگر تم سچے ہو تو تم انہیں پکارو۔ پھر ان کو چاہئے تمہیں جواب دیں کیا ان کے پیر ہیں جن سے وہ چلتے ہیں؟ کیا ان کے ہاتھ ہیں جن سے وہ کسی چیز کو پکڑتے ہیں؟ کیا ان کی آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھتے ہیں؟ کیا ان کے کان ہیں جن سے وہ سنتے ہیں؟ آپ کہہ دیجئے کہ تم اپنے سب شریکوں کو بلا لو' پھر میرے خلاف چال چلو اور مجھے مہلت نہ دو۔ یقیناً میرا کارساز اللہ ہے' جس نے مجھ پر یہ کتاب نازل کی ہے اور وہ صالحین کی کارسازی کرتا ہی رہتا ہے۔ اور جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو' وہ نہ تو تمہاری ہی مدد کر سکتے ہیں اور نہ اپنی ہی مدد کر سکتے ہیں۔ اور اگر تم انہیں کوئی بات بتلانے کو پکارو تو وہ سن نہ سکیں' اور آپ انہیں دیکھیں گے گویا آپ کی طرف نظر کر رہے ہیں' درآں حالیکہ انہیں کچھ نہیں سوجھ رہا۔ "

اللہ تعالیٰ قریش مکہ کے مشرکوں کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ھُوَ الَّذِیْ یُسَیِّرُکُمْ فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ ط حَتّٰیٓ اِذَا کُنْتُمْ فِی الْفُلْکِ ج

وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيحٍ طَيِّبَةٍ وَّ فَرِحُوا بِهَا جَآءَتْهَا رِيحٌ عَاصِفٌ وَّ جَآءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّ ظَنُّوٓا اَنَّهُمْ اُحِيطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۚ لَئِنْ اَنْجَيْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُونَنَّ مِنَ الشّٰكِرِينَ﴾[یونس]

"وہ اللہ ہی ہے جوتم کو خشکی اور سمندر میں لئے لئے پھرتا ہے' چنانچہ جب تم کشتی میں سوار ہوتے ہو اور وہ کشتیاں لوگوں کو ہوائے موافق کے ذریعہ سے لے کر چلتی ہیں اور وہ لوگ اس سے خوش ہوتے ہیں (ناگہاں) ایک تھپیڑا ہوا کا آتا ہے اور ان کے اوپر ہر طرف سے موجیں اٹھتی چلی آتی ہیں۔ اور وہ سمجھنے لگتے ہیں کہ بس اب ہم گھر گئے' تو اس وقت اللہ کو اس کے ساتھ اعتقاد کو بالکل خالص کر کے پکارتے ہیں کہ اگر تو نے ہمیں اس مصیبت سے نجات دلا دی تو ہم یقیناً بڑے شکر گزاروں میں ہوں گے۔"

یعنی دور جاہلیت کے مشرکین جب کشتی میں سوار ہوتے تھے اور ان کی کشتی گرداب میں پھنس جاتی تھی' تو خالصتاً اللہ تعالیٰ کو پکارتے تھے اور ان کی اصل فطرت ابھر آتی تھی کہ اللہ کے سوا کوئی بھی صاحب تصرف اور مالک ذی اختیار نہیں ہے۔ مگر ذرا ان لوگوں کی سوء الاعتقادی ملاحظہ فرمائیں کہ یہ سمندر میں ہوں یا خشکی کے مقام پر' ہر جگہ کبھی بہاؤالحق اور معین الدین چشتی کا نام لے کر اور کبھی دوسرے بزرگوں کو پکار کر غیر اللہ ہی سے فریاد کرتے نظر آتے ہیں۔ خود بریلویت کے امام' خاں صاحب بریلوی لکھتے ہیں:

"جب کبھی میں نے استعانت کی' یا غوث ہی کہا۔"[136]

ان کے عقیدے کی تردید کرتے ہوئے حنفی مفسر آلوسی رحمہ اللہ مذکورہ آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اس آیت سے یہ بات واضح ہو جاتی کہ مشرکین اس قسم کے کٹھن حالات میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں پکارتے تھے۔ مگر افسوس ہے ان لوگوں پر کہ مشکل وقت آنے پر غیر اللہ کا سہارا لیتے ہیں اور ان ہستیوں کو پکارتے ہیں جو نہ ان کی آواز سن سکتے ہیں' نہ جواب دے سکتے ہیں' نہ نفع کے مالک ہیں' نہ نقصان کے۔ ان میں سے کوئی خضر و الیاس کے نام کی دہائی دیتا ہے' کوئی ابوالخمیس اور عباس سے

استغاثہ (کرتا) اور کوئی اپنے امام کو فریاد کے لئے پکارتا ہے۔ کسی کو اللہ تعالیٰ کے سامنے ہاتھ پھیلانے کی توفیق نہیں ہوتی۔

مجھے بتائیے کہ ان دونوں طریقوں میں سے کون ہدایت کے قریب ہے؟ اور کون ضلالت اور گمراہی کی دلدل میں پھنسا ہوا ہے؟ یقیناً مشرکین مکہ کا عقیدہ ان سے بہتر تھا۔ ان لوگوں نے شریعت کی مخالفت اور شیطان کی اتباع کو نجات کا ذریعہ سمجھ رکھا ہے۔ خدا سب کو ہدایت دے۔ [137]

اسی طرح مصر کے مفکر و عالم دین سید رشید رضا مصری اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

اس قسم کی آیات میں کس قدر وضاحت سے بیان کر دیا گیا ہے کہ مشرکین دشوار اور کٹھن حالات میں صرف اللہ تعالیٰ کو پکارتے تھے' مگر اس دور کے نام نہاد مسلمانوں کی عقل کا ماتم کیجئے کہ وہ شدائد و مشکلات کے وقت اپنے معبود حقیقی کو چھوڑ کر اپنے معبودان بدوی' دسوقی' جیلانی' متبولی اور ابو سریع وغیرہ سے استغاثہ کرنے میں کسی قسم کی حیا محسوس نہیں کرتے۔

اور بہت سارے جبہ پوش جو درگاہوں کے مجاور بنے ہوئے ہیں اور غیر اللہ کے نام پر چڑھائے جانے والے چڑھاووں اور نذر و نیاز کی بدولت عیش و عشرت کی زندگی گزار رہے ہیں' انہیں سادہ لوح افراد کو گمراہ کرتے اور دین فروشی کرتے ہوئے ذرا سی شرم بھی محسوس نہیں ہوتی۔

کہا جاتا ہے کہ کچھ افراد سمندر کے سفر میں کشتی پر سوار ہوئے۔ کچھ دور جا کر کشتی بھنور میں پھنس گئی۔ موت سامنے نظر آنے لگی تو ان میں ہر شخص اپنے اپنے پیر کو پکارنے لگا: اے بدوی' اے رفاعی' اے جیلانی۔ ان کے اندر ایک اللہ کا بندہ توحید پرست بھی تھا۔ وہ تنگ آ کر کہنے لگا اللہ ان سب کو غرق فرما' ان کے اندر کوئی بھی تجھے پہچاننے والا نہیں!" [138]

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں سیدھی راہ پر گامزن فرمائے اور شرک و بت پرستی سے محفوظ رکھے۔

آمین!

حوالہ جات

1 الامن والعلی از احمد رضا بریلوی ص ۲۹ ط دار التبلیغ لاہور۔2 ''رسالۃ حیات الموات'' از احمد رضا بریلوی درج فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۳۰۰ پاکستان۔3 ایضاً۔4 ''الامن والعلی'' از بریلوی ص ۱۰۔5 ملفوظات ص ۹۹ ط لاہور۔6 الامن والعلی ص ۱۳۔7 برکات الاستمداد از بریلوی درج در رسالہ رضویہ ج ا ص ۱۸۱ اور فتاویٰ افریقہ از بریلوی ص ۶۲ ' جاء الحق از احمد یار ص ۲۰۰۔8 جاء الحق از مفتی بریلوی احمد یار ص ۲۰۰۔9 حدائق بخشش ص ۱۸۶۔10 ایضاً ص ۱۸۱۔11 ملفوظات ص ۳۰۷۔12 حیات الممات از بریلوی درج درفتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۲۰۰ و جاء الحق ص ۱۹۹۔13 جاء الحق ص ۱۹۹۔14 انوار الانتباہ فی حل نداء یا رسول اللہ' مندرج در مجموعہ رسائل رضویہ جلد اول ص ۱۸۰ مطبوعہ کراچی۔15 ایضاً۔16 انوار الانتباہ فی حل نداء یا رسول اللہ (ﷺ) مندرج در مجموعہ رسائل رضویہ جلد اول ص ۱۸۱۔17 مجموعہ رسائل رضویہ از بریلوی ج ا ص ۱۸۲ ط کراچی۔18 فتاویٰ افریقہ از بریلوی ص ۱۳۵۔19 حیات الموات درج در فتاویٰ ج ۴ ص ۲۸۹۔20 الامن والعلی ص ۴۴۔21 کشف فیوض از محمد عثمان بریلوی ص ۳۹۔22 ایضاً ص ۴۳۔23 ایضاً ص ۵۔24 انوار الانتباہ ص ۱۸۲۔25 ایضاً ص ۱۸۱۔39 فتاویٰ افریقہ از بریلوی ص ۱۳۵۔40 جاء الحق ص ۱۳۸' ۱۳۹۔41 جامع الترمذی۔42 الامن والعلی ص ۴۶۔43 رسالہ حیات الموت درج در فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۳۰۱' ۳۰۲۔60 (الاستمداد علی اجیال الارتداد) للبریلوی ص ۳۲' ۳۳۔61 (الاستمداد علی اجیال الارتداد) للبریلوی ص ۳۲' ۳۳۔62 الامن والعلی ص ۱۰۵۔63 فتاویٰ الرضویہ ج ا ص ۵۷۷۔64 مواعظ نعیمیہ ص ۲۷ پاکستان۔65 مواعظ نعیمیہ ص ۴۱۔66 مواعظ نعیمیہ ص ۳۳۶۔67 الفتاویٰ الرضویہ ج ۶ ص ۱۵۵۔68 انوار رضا ۲۴۰ مقالہ اعجاز البریلوی۔69 بہار شریعت امجد علی جزء ا ص ۱۵۔70 بہار شریعت امجد علی جزء ا ص ۱۵۔71 جاء الحق احمد یار البریلوی ص ۱۹۵۔72 جاء الحق احمد یار البریلوی ۱۹۵' ۱۹۶۔73 الامن والعلی از احمد رضا ص ۵۷۔74 الامن والعلی للبریلوی ص ۵۷۔75 حدائق بخشش للبریلوی ص ۲۸۔76 ایضاً ۱۲۵' ۱۲۶۔77 ایضاً ص ۱۸۲۔78 حدائق بخشش للبریلوی ص ۱۷۹۔79 ایضاً ص ۱۸۴۔80 ایضاً ص ۱۷۹۔81 ایضاً ص ۱۷۹۔82 (الزمزمۃ القمریہ فی الذب عن الخمر) ص ۳۵۶۔83 (خالص الاعتقاد) للبریلوی ص ۴۹۔84 (حکایات رضویہ) للبرکاتی منقولہ عن (ملفوظات) للبریلوی ص ۱۲۵۔85 (باغ فردوس) ایوب علی رضوی البریلوی ص ۲۶ بریلی الہند۔86 ایضاً ۲۶۔87 (الامن والعلی للبریلوی ص ۱۰۹۔88 (الاستمداد) الھوامش ۳۵' ۳۶۔89 ایضاً ص ۳۴۔90 (الامن والعلی) ص ۳۴۔91 (الحکایات الرضویہ) ص ۴۴۔92 حکایات رضویہ ص ۱۰۲۔93 ایضاً ص ۱۲۹ ط لاہور۔94 (جاء الحق) احمد یار

ص ۱۹۷۔95رسول الکلام از دیدار علی للبریلوی ص ۱۲۵ ط لاہور۔96(بہار شریعت)جز اول ص ۶۔97(فتاویٰ نعیمیہ)ص ۲۴۹۔98ملاحظہ ہو(مدائح اعلیٰ حضرت)ایوب رضوی ص ۵۔99(مدائح اعلیٰ حضرت)ایوب رضوی ص ۴'۵۔100(باغ فردوس(ایوب رضوی ص ۴۔101(مدائح اعلیٰ حضرت)ص ۲۳۔102(ایضاً)ص ۵۴۔103(نغمۃ الروح) اسماعیل رضوی ص ۴۴'۴۵۔104(ایضاً)نورمحمد اعظمی ص ۴۷'۴۸۔105فتح البیان' نواب صدیق حسن خان ج ۴ص ۲۲۵۔106فتاویٰ شیخ الاسلام ج ا ص ۱۱۲۔107بہارشریعت ازامجدعلی ص ۵۸۔108ایضاً ص ۱۸'۱۹۔109علم القرآن ازاحمدیار ص ۱۸۹۔110ازالۃ اضلالۃ ازمفتی عبدالقادر ص ۶۷طبع لاہور۔111نبی صلی اللہ علیہ وسلم چاند کوخطاب کرکے فرمایا کرتے تھے"ربي وربک اللہ" اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کاارادہ فرماتے توزمین کومخاطب ہوکرفرمایا کرتے تھے"یاارض ربي وربک اعوذ باللہ من شرک" بہرحال ضروری نہیں کہ خطاب اسے ہی کیا جائے جوسنتا ہے۔112فتاویٰ رضویہ جلد ۴ ص ۲۲۷۔113حکایات رضویہ ۵۷۔114فتاویٰ نوریہ نوراللہ قادری ص ۵۲۷۔115ملفوظات للبریلوی جز۳ص ۲۷۶۔116رسول الکلام دیدارعلی ص ا۔117حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کاظمی ص ۳ ط ملتان۔118رسالہ نفی الفئ عمن انارنبورہ کل شي للبریلوی المندرجتہ فی مجموعۃ رسائل رضویہ ص ۱۷'۲۲۱' حیات النبی للکاظمی ص ۴۷۔119حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۱۰۴۔120جاءالحق احمدیار بریلوی ص ۱۵۱'۱۵۰۔121بادیۃ الطریق التحقیق والتقلید' دیدار علی ص ۸۶۔122حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۱۲۵۔123فتاویٰ نعیمیہ اقتدار بن احمدیار بریلوی ص ۳۴۵۔124فتاویٰ رضویہ ج ۴ص ۲۳۶۔125فتاوی نعیمیہ ص ۲۴۵۔126حکایات رضویہ ص ۴۴۔127احکام قبورمومنین مندرجہ رسائل رضویہ ص ۲۴۳۔128احکام قبورمؤمنین' رسائل رضویہ ۲۴۵۔129ایضاً ص ۲۳۹۔130'131احکام قبورمؤمنین ص ۲۴۷۔132حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بریلوی ص ۴۶۔136ملفوظات ص ۳۰۷۔137نقلاعن الاویت المیتات فی عدم سماع الاموات مقدمہ ص ۱۷۔138تفسیر المنارج ۱۱ ص ۳۳۸'۳۳۹۔